

۹/۵
۱۴۲ سالہ پُرانی کتاب عربی و فارسی کا اردو سلیس ترجمہ

مُنْتَهَى الْمَقَالِ فِي شَرْحِ حَدِيثِ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ

حدیث شد رحال کی شرح

روزہ رسول پر حاضری

مؤلف

حضرت مولانا مفتی صد الدین آزاد

صدر الصدور دہلی

WWW.NAFSEELAM.COM

ترجمہ

مولانا شاہ حسین گردیزی

باہتمام سید شاہ تراب الحق قادری

ناشر
مُصَلِّح الدِّينِ پبلی کیشنز کراچی

مبین مسجد مصباح الدین کارڈن، کراچی ۷۴

نام کتاب : منتهی المقال فی شرح حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ

حدیث شدّ رحال کی شرح

مصنف : حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزادہ صدر الصدور دہلی

مترجم : مولانا شاہ حسین گردیزی

باہتمام : سید شاہ تراب الحق قادری

پیش کش : غلام محمد قادری

معاونت : محمد اسماعیل قادری، محمد جاوید میگرانی

ضخامت : ۳۶ x ۲۳ آفست ۶۴ صفحات

طباعت : بار اول شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۹۰ء

تعداد : ایک ہزار تقریباً

ناشر : مصلح الدین پبلی کیشنز کراچی

طابع : حنفیہ پاک پبلی کیشنز کراچی

ہدیہ :

WWW.NAFSEISLAM.COM

ملنے کا پتہ

حنفیہ پاک پبلی کیشنز کراچی

بالمقابل شہید مسجد کھارادر کراچی

انتساب

ایک پیکرِ اخلاص و وفا، درویشِ صفت، فقیرِ منش،
عالمِ باعمل، اثرِ سلف، جوانِ عمر، جوانِ عزم، اور جوانِ مرگ دوست
علامہ عبد المنعم ہزاروی مرحوم و مغفور
کے نام

جن کی کل متاعِ دنیا فقرِ یوزی تھا۔ اور جن کا سرمایہٴ آخرت، حبِ
دین اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔
جو محرم ۱۴۰۰ھ کراچی میں ۶۹ برس کی عمر میں خالقِ حقیقی سے جا ملے
اور ان کی آخری آرام گاہ موضع کھدو نزد خان پور ضلع ہزارہ میں ہے
رحمۃ اللہ رحمۃ واسعتہ۔

شاہ حسین گردیزی

فہرست

۲۴	قاضی ناصر الدین بیضاوی	۶	حرف آغاز
۲۵	شیخ عبد اللطیف	۹	حمد و نعت و منقبت
۲۵	مساجد ثلاثہ میں نماز پڑھنے کی نذر	۱۰	سبب تالیف
۲۶	شیخ ابن بطال	۱۳	حدیث شریفہ رحال
۲۶	شیخ قور ششتی	۱۴	معنی نبی میں خبر ہے
۲۶	شیخ ابن عبدالبر	۱۴	پہلی وجہ
۲۶	شیخ محمود	۱۵	علماء اصول کی تحقیق
۲۶	شیخ عبد الصمد مشقی	۱۶	مستثنیٰ مذکورہ کے مقدّم ہونے کی دوسری وجہ
۲۶	امام احمد قسطلانی	۱۸	بعض شبہات کا ازالہ
۲۶	امام شہاب الدین عسقلانی	۱۹	وجہ سوم حدیث سے حدیث کی تشریح
۲۶	امام یحییٰ بن شرف الدین توری	۲۰	وجہ چہارم (اقوال مبارکہ)
۲۸	امام غزالی	۲۱	علامہ بدر الدین عینی
۲۹	حضرت ابو ہریرہ کا کوہ طور کے لئے شہداء	۲۱	امام ابو جعفر طحاوی
۳۱	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی تحقیق	۲۲	امام شہاب الدین عسقلانی
۳۱	زیارت قبور مستحب ہے	۲۲	امام احمد قسطلانی
۳۲	مقابر سے استفادہ	۲۲	شیخ نورالحی محدث دہلوی
۳۵	قبر نبوی کی زیارت واجب ہے	۲۳	حضرت ملا علی قاری مکی
۳۶	قبر نبوی کی زیارت کے بارے میں احادیث	۲۳	سید جمال الدین محدث، میرک شاہ شیخ طیبی
۳۸	صحابہ کرام کی قبر نبوی پر حاضری	۲۴	امام یحییٰ بن شرف الدین نووی
۳۸	شیخ ابن تیمیہ کی سوانحی اور حاضر علی کی گرفت	۲۴	شیخ عبد الرؤف منادی

۵۲	شیخ عبدالحی محدث دہلوی	۴۳	ابن تیمیہ قاضی القضاۃ کے دربار میں
۵۳	شیخ خطیب بخاری	۴۴	بادشاہ کا مکتوب اہل دمشق کے نام
۵۴	ابن تیمیہ کی دورنگی	۴۵	ابن تیمیہ کی توبہ اور رہائی
۵۵	ابن تیمیہ کے اقوال عجیبہ	۴۶	توبہ شکنی اور گرفتاری
۵۶	ایک فقہی مخالطہ	۴۷	رہائی اور قاہرہ میں قیام
۵۷	امام ابن ہمام کی تحقیق	۴۸	ابن تیمیہ کی گرفتاری پر علماء کی آراء
۵۸	اختتام	۴۹	لطیفہ
۵۹	تائید حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی	۵۰	لا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عَزِیْزاً کی تشریح و توضیح
۶۰	تائید حضرت مولانا مفتی سعد اللہ مراد آبادی	۵۱	حضرت امام مالک
		۵۲	امام تقی الدین سبکی

روح پرور درس حدیث

ہر جمعرات بعد نماز عشاء ذکر شریف کے بعد

حضرت علامہ سید
شاہ تراب الحق قادری صاحب

درس حدیث مومسائل دینیہ بیان فرماتے ہیں

تمام سنی حضرات شوق سے شرکت فرما

تس شوائے دارین حاصل کریں

منجانبے! بزم رضا کراچی

میں مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی

جَاهَانُ عَرَسِ رِضَا مَصْلِحِ الدِّینِ

ہر ماہ چاند کی تازخ کو بعد نماز مغرب

حضرت قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

کے فرار شریف پر ماہانہ فاتحہ کا پروگرام ہوتا ہے

تمام سنی حضرات شرکت فرما کر ثواب

دارین حاصل کریں

منجانبے! بزم رضا

میں مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حرف آغاز

حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزادہ صدر الصدور دہلی برصغیر کی ایک قابل روزگار شخصیت تھی خواص و عوام میں ان کے علم و فضل کی طرح چلتا تھا۔ ارباب علم اور اصحاب دانش ان کی دلیز پر جمع رہتے۔ آپ کے والد ماجد کا نام شیخ نطف اللہ تھا آباء و اجداد کا وطن کشمیر تھا مگر آپ نے ۱۲۰۴ھ مطابق ۱۸۱۹ء میں دہلی کی علم پرور فضا میں آنکھ کھولی۔ اُس وقت دہلی علماء و صوفیہ کا مرکز تھا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور حضرت مولانا فضل امام خیر آبادی منقولات و محقولات میں عالمگیر شہرت رکھتے تھے۔ آپ نے ان دونوں درس گاہوں سے استفادہ و استغناء کیا۔ برصغیر کے مشہور محقوی عالم حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی آپ کے ہم سبق تھے۔

حضرت مفتی صاحب حضرت مولانا فضل امام خیر آبادی کے بعد صدر الصدور کے عہدہ پر پچیس برس تک فائز رہے، علوم و فنون کی تدریس کے بڑے ماہر تھے، طلباء کی کثیر تعداد آپ سے مستفید ہوتی رہی۔ شاہ جہانی دور کی ایک تباہ شدہ درس گاہ دارالبقا کا احیاء کیا۔ اپنے پاس سے اساتذہ اور طلباء کے اخراجات ادا کرتے اور خود بھی درس دیتے اُس وقت دہلی کے نامی گرامی علماء مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا امام بخش صہبائی، مولوی عبداللہ خاں علوی، مولوی نصیر الدین شافعی، مولوی عبدالخالق، مولوی محبوب علی، مولوی کرامت علی، مولوی مملوک علی، مفتی رحمت علی، مولوی کریم اللہ، مولوی نور الحسن، مولوی امان علی، مولوی محمد جان اور مولوی ستم علی آپ کے رفیق و جلسی تھے اور یہ تمام حضرات آپ کے علمی قابلیت کے مدراج و معترف تھے۔

انگریزوں کے خلاف جب جہاد آزادی ۱۸۵۷ء کا آغاز ہوا۔ فتویٰ جہاد پر دستخط کئے۔ اور عملی جہاد میں بھی شریک رہے، بعد میں گرفتار ہوئے جائیداد اور کتب خانہ ضبط ہوا، مقدمہ چلا اور جرم ثابت نہ ہو سکا اس لئے رہائی ہو گئی۔ آدھی جائیداد واپس مل گئی۔ مگر تین لاکھ مالیت کے کتب خانے سے ایک کتاب بھی نہ مل سکی۔ اپنے اوقات عزیزہ دینی و علمی کاموں میں صرف فرماتے اور شب و روز یوں ہی تمام کرتے۔ ۸۱ برس کی عمر میں ۱۲۸۵ھ کو انتقال فرمایا اور حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ کے احاطے میں دفن ہوئے۔

آپ کو شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔ آرزو تخلص کرتے تھے، بڑے بڑے شعراء آپ کی محفل میں حاضری باعث سعادت سمجھے تھے۔ صہبائی، غالب، موتی، شنیفہ اور نصیر کے تو آپ سے بہت قریبی تعلقات تھے۔ آپ نے تدریس افتاء اور قضا کے علاوہ تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ کی اور چند کتابیں آپ سے یادگار ہیں جن میں تذکرۃ الشعراء، امتناع النظم زوجه مفقود الخ کے نکاح کے حکم اور منہجی المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال قابل ذکر ہیں۔

زیر نظر کتاب ”منہجی المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال“ عربی و فارسی میں ۱۲۶۸ھ میں شرف المطابع دہلی سے طبع ہوئی اور دوبارہ شائع نہ ہو سکی اس دور کی عام زبان فارسی تھی اور متوسط لوگوں کے لئے عربی اجنبی نہیں تھی۔ اب تو فارسی مرحوم ہو چکی ہے اور عربی کی زندگی کچھ غریب الوطنی اور ابن السبیل قسم کے لوگوں کا دم غنیمت ہے۔ اس لئے اس کتاب کے انمول نکات اور قیمتی بیانات کو منتقل کرنے کے لئے اردو کی ضرورت محسوس ہوئی مجھے کئی بزرگوں اور دوستوں نے اس طرف توجہ دلانی لیکن میں نے اپنے جوان مرگ دوست حضرت مولانا عبد المنعم ساکن کھنڈ نزد منگ ضلع ہزارہ کے مسلسل اور پیہم اصرار پر اس کا ترجمہ کیا مگر افسوس کہ وہ اس کی تکمیل سے پہلے ہی ایک ایسی

سمت روانہ ہو گئے جہاں سے کوئی کبھی واپس نہیں آیا۔
 یہ ترجمہ میرے بائبل ابتدائی دور کا ہے۔ مجھے اس پر نظر ثانی کا موقع بھی نہیں
 ملا تاہم میں نے اسے آسان بنانے کی پوری کوشش کی ہے تاکہ اردو داں طبقہ اس
 سے بہتر طور پر مستفید ہو سکے کئی جلی اور بجلی عنوانات سے مزین کیا ہے۔ اور
 قارئین کی آسانی کے لئے فہرست بھی مرتب کر دی ہے اس لئے امید ہے کہ عوام اس
 سے کما حقہ فائدہ اٹھائیں گے لیکن بعض چیزیں صرف ارباب علم کے ذوق کی ہیں۔
 حضرت مفتی صاحب کے اس رسالہ پر ان کے معاصرین میں سے دو جلیل القدر
 فاضلان ہند حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی اسیر کالاپانی اور حضرت مولانا مفتی
 سعد اللہ مراد آبادی کی تقریظات و تائیدات عربی میں موجود ہیں میں نے اپنے محسن اور
 کرم فرما حضرت مولانا محمود احمد برکاتی کے مشورہ اور پھر حکم سے انہیں بے ترجمہ ہی رہنے دیا۔
 آخر میں میں مصلح الدین پیلی کیشنز کراچی کے سرپرست حضرت مولانا شاہ
 تراز الحق قادری اور ناظم جناب غلام محمد قادری کا بیحد ممنون و سپاس گزار
 ہوں کہ ان حضرات نے ۱۴۲ برس بعد دوبارہ اس رسالہ کی اشاعت کا اہتمام
 فرمایا تاکہ اکابر و اسلاف کا فیضان عام ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ادارہ کو عروج
 صعود سے نوازے اور مسلک اہل سنت و جماعت کی ترقی و اشاعت کی مزید
 توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

والسلام

شاہ حسین گردیزی

دارالعلوم مہریہ صحافی سوسائٹی گلشن اقبال کراچی

حمد و نعت و مناقب

سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے بیت اللہ کو تمام انسانوں کے لئے رجوع، امن کا مقام رہنما اور برکت والا بنایا اور مدینہ منورہ کو تمام آبادیوں پر فضیلت اور خیر العباد حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی اقامت سے مشرف فرمایا اور تمام فضائل کا مجموعہ بنایا۔ اور وہ مدینہ منورہ، لوگوں کو اس طرح پاک کرتا ہے جس طرح دھونکنی لوہے کو پاک کرتی ہے اس میں "باغات جنت" میں سے ایک باغ ہے اس میں دخول گناہ کی ڈھال ہے۔ بیت المقدس کو عزت دی۔ اس کے ارد گرد کو بابرکت بنایا اس کی مجدد سرور سی کو عوام میں مشہور کیا۔ اور مہبط وحی، انبیاء کرام کا معیار اور اپنے نیک اور پاکیزہ بندوں کے لئے سکون و قرار کا مقام بنایا اور تین مسجدوں کو روئے زمین کی مسجدوں پر فضیلت عطا فرمائی اور ان کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا۔ ان کے تمام فضائل بیان اور شمار میں نہیں آسکتے۔ کسی کلام اور انتظام سے ان کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ ہر شہر، گاؤں اور دیہات سے ان کی طرف شہر حال کیا جاتا ہے۔ ان میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب ایک لاکھ، ایک ہزار اور پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء پر جو ہر رکوع اور سجدہ کرنے والے سے برتر و بلند ہیں۔ اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو پاکیزہ، شریف، بزرگ اور مساجد میں ذکر الہی کرنے والے ہیں۔ اور ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جو ان لوگوں کے آئینے والے

ہیں جنہوں نے احکام اور عقائد اسلام میں استنباط اور تحقیق کی۔ اس کے اصول و قوانین کی تہذیب اور دلائل و براہین کی تلخیص کی اور قواعد دین کو مستحکم اور آسان کرنے میں سعی و کوشش کی۔ اس کی بنیادوں کو بلند ری اور شہرت دی۔ مسٹر شریں کو ایضاً حجت سے ہدایت کی روشنی دکھائی اور مخالفین کو اقامت حجت سے خاموش کیا۔ شریعت حنیفیہ اور ملت بیضا کے قواعد و قوانین کی حقانیت کی اور اہل بدعت و ہوا کے شکوک و شبہات دور کئے۔ شکر اللہ سعیدہم و اعاد الینا لنفعہم۔

سبب تالیف

ابالبر، بندہ مسکین محمد صدر الدین گزارش کننا ہے کہ اس زمانہ میں علم کے نشانات مٹ چکے ہیں اس کا مقام و مرتبہ دلوں سے محو ہو چکا ہے اس کی نہریں خشک اور پیر اکھڑ گئے ہیں۔ اس کے شمس و قمر غروب ہو گئے اس کے معاونین اور مددگاروں نے پشت پھیر لی ہے، اس کے متحرک اور ساکت ستارے غائب ہو گئے اس کے جلنے اور اس میں مہارت رکھنے والے گزر گئے۔ چنانچہ آج عجیب اور نقص واضح ہے، علم مغلوب اور جہالت مطلوب ہے۔ نقص کمال اور حماقت جمال ہے کمال اور حکمت ضلالت ہے، عقل فضول اور بیہودہ گوئی مقبول ہے۔ بدعت سنت اور ضلالت حکمت ہے تحصیل حق کی تحقیق میں ہمتیں عاجز ہیں۔ اس راہ سے لوگوں کے قدم ایسے ہٹے کہ اب علم میں کوئی رغبت والا نہیں اور نہ ہی کوئی صاحب علم ہے جسے فضیلت سے مخاطب کیا جاسکے۔ مزاج ایسے ہو گئے جیسے جہالت و ذالت ان کی سرشت اور طینت میں داخل ہے۔ علم کا صرف نام اور دین کی، صرف رسم باقی ہے اور جن کو جہلانے علماء کا لقب دے رکھا ہے ان میں سے اکثر کی حالت اہل زمانہ سے پوشیدہ نہیں۔ ان کے دلوں پر پردے ہیں بات سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے اور لوگوں سے اس چیز پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی۔

جس چیز کو وہ حق جانتے ہیں جب ان کے سامنے آتی ہے تو اس سے انکار کا ارادہ کرتے ہوئے تنہا اور تدلیل سے کام لیتے ہیں اور ان میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اپنی عمر کو ضائع کر رہا ہے اسے الزار الہیہ سے روشن نہیں کرتا اور گمان کرتا ہے کہ وہ اچھا کام کر رہا ہے۔

اور ان کی منتہائے نظر درایت و روایت میں بصیرت کے بغیر کافی اور کفایہ کی عبارت نقل کرتی ہے اور انہوں نے غیر معتد کتب فتاویٰ سے شراردوں کو سپردِ قریاں کیا۔ یا شخص معین سے نقل کرنا ہے یا غیر معلوم فرد سے، اور فن ادلہ اور اصول کی تحصیل کا خیال تک ان کے دلوں میں نہیں گزرتا۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ صاحب ذہول اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو اساس اور اصل کے بغیر بیان کرتا ہے، اور جب ان سے ان کے معتقدات کے بارے میں سوال کیا جائے تو وہ کسی دلیل اور قیاس پر تدار نہیں ہوتے۔

اہل زمانہ پر افسوس ہے کہ انہوں نے (تحفیل علم) کو فراموش کر رکھا ہے اور اس کی طلب ان لوگوں کے لئے فضول ہو گئی ہے اور ایک جماعت کے نزدیک مرجوح قول کو اختیار کرنا پسندیدہ ہے جس سے نہ بھوک ختم ہوتی ہے اور نہ پیاس بجھتی ہے اور ایک جماعت مشکوک فقہی روایات سے بے جا جدید لذیذ کا گماں کرتے ہوئے تمسک پکڑتی ہے اور ایسا لوگوں کا تمام سرمایہ ائمہ مجتہدین پر حق دشتینہ کرنا ہے اور ان کی تمام کاریگری صراط مستقیم کے راہِ روا دیا مقربین پر رد و قدح کرنا ہے ان کی اساس اور رئیس ابن تیمہ اور ابن حزم ہیں دونوں صراط مستقیم سے دور تھے بلکہ میدانِ تہ میں کسی ہادی اور دلیل کے بغیر سرگرداں ہے وہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والے تھے۔

اور ایک جماعت اپنے آباد اجداد کی تقلید کرتی ہے ان کے آثار کے ساتھ اقتداء کرتی ہے۔ اگرچہ وہ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ تھے اور بعض قرآن اور احادیث سے احکام کا استنباط کرتے ہیں اور علوم میں سے کوئی چیز نہیں جانتے

حتیٰ کہ علم لسان سے بھی بے بہرہ ہیں جب ان کے سامنے کوئی مشکل مسئلہ آتا ہے تو اندھے ہو جاتے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے رائے زنی کرتے ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ بھی تقلید و اتباع سے کنارہ کش ہیں اور کہتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت کی راہ، صراط مستقیم نہیں ہے اور جب اپنے اکابر کا معاملہ آتا ہے تو ان کا قول حجت اور دلیل کے بغیر قبول کر لیتے ہیں۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے ”علمائے دہود سے اس امت پر احسان فرمایا جنہوں نے ہر دور میں ”تحصیل علم“ کے لئے مصائب و شدائد برداشت کئے۔ اپنے مفاد کو نظر انداز کیا تحصیل علوم میں اپنی عمریں صرف کیں۔ شب و روز کی محنت سے ”کتاب فضائل“ میں تابندگی باقی رکھی اور سودمند تصنیفات اور تالیفات کیں۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے ان کی طرف رجوع کیا اور جدوجہد کی حق کو حق دیکھا اور ان کے متبعین میں اضافہ کیا اور اس قوم کے لئے ہلاکت ہے جس کا رجوع ان نفوس قدرسیہ کی طرف نہیں کیا ایسے لوگوں پر یہ آیت کریمہ نہ پڑھی جائے، قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون اور ہمارے لئے (ان کی گمراہی) پر ان کے اکابر (ابن تیمیہ وغیرہ) کی گمراہی سند کے طور پر کافی ہے ان کے اکابر نے حدیث شریف لا تشذالرحال سے تمسک کرتے ہوئے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی زیارۃ قبور کے لئے سفر کو حرام قرار دیا ہے۔

چنانچہ ایسے افراد کے لئے میں نے پریشان حالی کے باوجود حدیث لا تشذالرحال الخ کی ایسی شرح لکھی جو ان لوگوں کو ضلالت اور گمراہی سے نجات دے۔ توان کی گردنیں جھک گئیں اور کہا ہم نے اس ”حق مبین“ کو تسلیم کیا جو آپ ہمارے پاس لائے، اللہ جل جلالہ سے سوال ہے کہ وہ ہمیں صدق و صواب کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے عقول کو شک و ارتیاب اور کجروی سے محفوظ رکھے، اور حق کے ساتھ ہمارا شرح صدر کرے، حل مشکلات کے دروازہ کھول دے، وہ بڑی قدرت والا اور اس پر قادر ہے، اور دعا کو قبولیت بخشنے والا ہے۔

حدیث شدہ حال

بخاری باب " فضل الصلوة فی مسجد المکة والمدینة میں حضرت ابو ہریرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ لا تشد الرجال الا الی ثلثہ مساجد المسجد الحرام ومسجد الرسول ومسجد الاقصیٰ اور "مسجد بیت المقدس کی فضیلت کے باب" میں حضرت ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ لا تشد الرجال الا الی ثلثہ مساجد المسجد الحرام ومسجد الاقصیٰ ومسجدی ہذا اور اسی طرح امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ سے اس حدیث کو روایت کیا۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا تشد الرجال الا الی ثلثہ مساجد المسجد الحرام ومسجد الاقصیٰ ومسجدی ہذا متفق علیہ۔

ان احادیث میں "مساجد ثلثہ" میں نماز کی فضیلت کا بیان ہے۔ یہ مساجد اپنے فضائل مختصہ کی وجہ سے تمام مساجد سے برتر ہیں۔

لا تشد معنی نہیں میں خبر ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَا يُضَارُّكَ كِتَبٌ وَلَا شَهِيدٌ اور جیسے کہا جاتا ہے کہ تَذْهَبُ إِلَى فُلَانٍ تَقُولُ لَهُ كَذَا اس کا معنی یہ ہوگا اِذْهَبْ إِلَى فُلَانٍ وَقُلْ لَهُ كَذَا اور یہ (خبر) نہیں صریح سے زیادہ بلیغ ہے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس میں ایہا ہے کیونکہ منہی سارع الی الانتہا ہے اور اس سے خبر ہے رہا ہے اور اصولی کہتے ہیں کہ شائع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر امر اور نہی سے زیادہ مؤکد ہے۔ پس یہ کلام 'صورة نفی اور معنی نہیں ہے۔ یعنی لَا تَشْدُ الرِّجَالُ إِلَى غَيْرِهَا مِنَ الْمَسَاجِدِ

اور اس اخبار کا لایسافر کے بجائے لائشدرحال کے الفاظ سے اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ "شدرحال" کی لغتی مسافرت کی تمام صورت حال کو شامل ہے۔ یعنی اسباب اور زاد و راہ تیار کرنا آلات و ادوات مہیا کرنا یعنی سوار اور بار برداری کے جانور تیار کرنا، سفر کا ساز و سامان جمع کرنا اور پالان کو اونٹ پر باندھنا اور یہ معنی لایسافر میں نہیں پایا جاتا۔ جب لائشدرحال کو نہیں کے بجائے خبر پر محمول کریں گے تو تقدیر عبارت یوں ہوگی۔

لا یسفر ولا یستقیم ان تشدرحال ویسافر فی مسجد بقصد ادراك فضيلة الصلوة فيه الا الى هذه المساجد الثلاثة. لفظ "مساجد" جو کہ اس کلام میں مستثنیٰ منہ ہے ہم نے چند وجوہات کی بنا پر اسے مقدر مانا ہے۔

یہ استثنا مفرغ ہے اور استثنائے مفرغ اکثر مقدر ہوتا ہے

پہلی وجہ

اس سے مستثنیٰ منہ میں قوت پیدا ہوتی ہے تاکہ مستثنیٰ اور اس کے غیر کو شامل ہو ورنہ نہی سے خبر کی طرف اخراج بے سود ہوگا۔ اور مستثنیٰ

منہ مقدر اور مستثنیٰ من حیث الجنس والوصف کے مابین مناسبت ضروری ہے اور مناسبت کا جنس مستثنیٰ منہ میں ہونا اس حیثیت سے کہ اس کا اطلاق مستثنیٰ پر صحیح ہو مراد نہیں لیا گیا بلکہ مراد اخص معنی مذکور سے ہے۔ مثلاً اس مثال "ما ضرب الا زید احد کی تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ ما ضرب احد الا زید لاشئ ولا جہم ولا حیوان اس مثال ما کسوتہ الاجبة لباساً اور اس مثال میں

ما جاء الاراكبا کائناً علی حال من الاحوال اور اس مثال میں ما سمرت الا یوم الجمعة وقتاً من الاوقات اور اس مثال میں ما صلیت الا فی المسجد فی مکان اور اس مثال میں ما صلیت الا فی المسجد الجامع میں "فی مسجد من المساجد کو مقدر کیا گیا اور مناسبت سے مراد وصف مناسبت ہے مستثنیٰ من حیث الجنس والوصف اور مستثنیٰ منہ مقدر کی مگر وصف فاعلیت یا مفعولیّت یا ظرفیت یا آلیت وغیرہ میں ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ استثنائے مفرغ میں مثل مستثنیٰ منہ عام کے زیادہ قریب ہوگا کہ مستثنیٰ مقدر کیا جائے اور مقتضائے مقام کی رعایت کی وجہ سے تقدیر عام

کو واجبات میں شمار کیا جائے اور ماخن فیہ میں۔ قصد صلوة کی قید محدثین کرام کی متفق علیہ ہے۔

یعنی لا تشد امر حال لقصد الصلوة الا فی ثلثة مساجد پس اس کے مستثنیٰ منہ نے مقتضائے مقام کے مطابق جگہ چاہنی ہے یعنی بندگان خدا کے لئے جو جگہ موافق ہے اور وہ "مَا هُوَ إِلَّا الْمَسْجِدُ" کیونکہ مسجد عبارت ہے اس مقام سے جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے علماء اہل عربیت اور غویوں کی استثنائے مفرع میں یہی تحقیق ہے اور علماء اصول کے نزدیک بھی یہی محقق ہے۔

علماء اصول کی تحقیق | مسلم الثبوت میں ہے فالوجه ان مبناہ اعتباراً بوزع المستثنی المفرع او جنسہ فقد ر الحنفیۃ الاول والشافعیۃ الثانی والمراجح الاول لان المتبادر من ما فی الدال الازید انہ یس فیہا انسان الازید لاجیوات۔

اس کی شرح میں حضرت مولانا عبد العلی فرماتے ہیں یہ قول امام ابن ہمام کی تحریر کے مطابق و موافق ہے جو کہ فخر الاسلام بزوسی کے مجتہد قیاس سے ماخوذ ہے اور حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ ان کا فی الدال الازید "فَعَبْدِي حُرٌّ" میں مستثنیٰ منہ "بنو آدم" ہے اور اگر "الازید" کے بجائے "الاحمار" ہو تو مستثنیٰ منہ حیوان ہو گا اور اگر "الاحمار" کے بجائے "الاثوب" ہو تو مستثنیٰ منہ "کل شیء" ہو گا جو شخص کلام میں معمولی استقرار اور تدبیر رکھتا ہے اس پر یہ بات واضح ہے کہ مستثنیٰ سے اقرب نہیں ہوتا۔ فخر الاسلام بزوسی شروط قیاس کے باب میں لکھتے ہیں مستثنیٰ منہ مستثنیٰ کے موافق ثابت ہوتا ہے۔ جس چیز میں نفی سے استثنائی گنہ ہے جیسا کہ جامع "میں ہے کہ اگر کسی نے کہا ان کا فی الدال الازید فَعَبْدِي حُرٌّ اس صورت میں مستثنیٰ منہ "بنو آدم" ہو گا اور اگر "الاحمار" کہا تو مستثنیٰ منہ حیوان ہو گا۔ اور حیوان جس کی سکونت کا ارادہ کیا گیا ہے اور اگر "الامتناع" کہا تو مستثنیٰ منہ "کل شیء" اور التحقیق شرح حسامی میں ہے کہ جب نفی میں مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو مستثنیٰ کے موافق تحقیق استثنائے لئے ثابت اور مقدر تسلیم کیا جائے گا اور یہ صورت "جنس من حیث الحقیقۃ" میں

بسی درست ہوگی۔ اگر کسی نے کہا ان کا ت فی الدار الازید فعبدی حر، تو اس میں مستثنیٰ منہ "بنو آدم" ہوگا۔ گویا کہ اس نے یہ کہا ان کا ت فی الدار احد من بنی آدم فکذا۔ اس صورت میں اگر گھر میں چوپایہ یا ساز و سامان ہو تو وہ شخص حانت نہیں ہوگا اور اگر اس نے "الاحجار" کہا تو مستثنیٰ منہ "حیوان" ہوگا (وہ حیوان جو سکونت کا ارادہ کر سکتا ہے) اس صورت میں اگر اس کے گھر ساز و سامان ہو تو وہ شخص حانت نہیں ہوگا۔ اور اگر اس نے "الاثوب" کہا تو مستثنیٰ منہ "کل شیء بقصد بالسکنی والامساک فی الدور" ہوگا اگر اس گھر میں انسان یا چوپایہ یا کپڑے کے علاوہ کوئی اور ایسی چیز ہوگی جس کے "امساک فی الدور" کا ارادہ کیا گیا تو حانت ہوگا۔

یاد رہے کہ صاحب مسلم الثبوت نے اس مقام پر نوع و جنس سے مراد منطقیوں کی اصطلاحی نوع و جنس مراد لی ہے اور اس میں حنفیہ اور شافعیہ کا اختلاف نقل کیلئے حالانکہ حنفیہ اور شافعیہ کی اصول کی معتبر کتب میں ہے کہ جنس مستثنیٰ مفرغ سے مراد منطقیوں کی اصطلاحی جنس نہیں ہے بلکہ اصولیوں کی جنس مراد ہے جو کہ منطقیوں کے نزدیک نوع ہے، عضدی اور علامہ تفتازانی کے حاشیہ میں بحث قیاس میں ہے ان اصطلاح الاصولیہ فی المجنسی بخالف اصطلاح المنطقیین فالمندرج کالانسان جنس والمندرج فیہ کالحیوان نوع اور منطقیوں کے نزدیک اس کا عکس ہے اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اتفاق فی الحقیقۃ جنس ہے۔ اور اختلاف فی الحقیقۃ نوع ہے اور جامع الرموز کتاب البیوع میں اسی طرف اشارہ ہے کہ المجنس اخر من النوع عند الاصولیہ ۱ اصولیوں کے نزدیک جنس نوع سے اخص ہے (چونکہ حنفیہ کی بعض کتب میں جنس مستثنیٰ مفرغ کو منطقیوں کی

اصطلاحی نوع سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حنفی مستثنیٰ مفرغ کی نوع اور شافعی مستثنیٰ مفرغ کی جنس مقدر کرتے ہیں حالانکہ فریقین کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے علامہ حمیدی کی "المنتق والمختلف" میں ہے کہ اگر ایک آدمی نے یہ حلف اٹھایا کہ لا یغرب الازیداً اور زید کے علاوہ کسی دوسرے

آدمی کو مارا تو حانت ہو جائے گا اور اگر انسان کے علاوہ کسی دوسرے حیوان کو مارا تو امام ابو حنیفہ اور امام شافعی دونوں کے نزدیک حانت نہیں ہوگا اور تمام محقق علماء شافعیہ نے حدیث "لا تشد الرحال" میں مستثنیٰ منہ لفظ "مساجد" کو مقدر قرار دیا ہے اس کی تفصیل عنقریب آئے گی جو اس تحقیق کی مؤید ہوگی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ استثنا مفرغ میں مستثنیٰ منہ اقرب الی المتثنیٰ ہونا چاہیے در اور غیر متداول نہیں ہونا چاہیے یہی وجہ ہے کہ علماء حنفیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد گرامی لا تتبعوا الطعام بالطعام الا سوا بسوا میں فرماتے کہ اس کا مستثنیٰ منہ "حال من الاحوال" ہے یعنی اصل عبارت یوں ہوگی۔

لا تتبعوا الطعام بالطعام منی حال من الاحوال الا فی حال المساوات اور حال من الاحوال اگرچہ قلیل کو بھی شامل ہے مگر مستثنیٰ سے دوری کی بنا پر مراد نہیں لیا جاسکتا۔ اس لئے اس کا مستثنیٰ منہ احوال کثیر ہے جو مساوات، مفاضلت اور مجازفت میں منحصر ہے چنانچہ مساوات حلال اور مفاضلت و مجازفت حرام ہے اور مذکورہ بالا حدیث میں قلیل سے تعرض نہیں کیا گیا کیونکہ "الاصل فی الاشیاء اباحتہ" کے مطابق وہ اپنی اباحت پر باقی ہے اور یہی کیفیت "بیع جفنه بالجفنه" اور بالجفتین کی ہے یعنی ایک مشت گندم کی بیع یا اس کی مثل دوسری چیز کی بیع اس کی جنس سے ایک مشت گندم سے یا دوسرے مشت گندم سے جائز رکھتے ہیں۔

مستثنیٰ منہ کے مقدر ہونے کی دوسری وجہ

صحیح بخاری کے ترجمہ باب کی مطابقت اور لا تشد الرحال کی مابعد حدیث فانما یندیان باعلیٰ ندا علی ذالک سے مناسبت اس بات پر دلالت ہیں کہ لا تشد الرحال کا مستثنیٰ منہ "مساجد" ہے کیونکہ یہ باب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی مساجد میں فضیلت صلوٰۃ کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ حدیث اول لا تشد الرحال میں تمام مساجد سے مساجد ثلاثہ میں فضیلت صلوٰۃ مقصود ہے اس صورت میں حدیث ترجمہ باب اور عرض مسوق لہ کے مطابق ہوگی اور اس کے مابعد والی حدیث جو حضرت

الجریرہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ فی مسجد ہذا
 خیر من الف صلوٰۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام بھی ترجمہ باب کے مطابق ہے۔ اور
 حدیث اول کے معنی کی کاشف ہے اور ترجمہ مساجد پر سا جہ ثلاثہ کی فضیلت اور ان میں اولیٰ
 نماز پر ثواب کی زیادتی میں صریح ہے اس لئے کہ الا المسجد الحرام کا مستثنیٰ منہ بالفاظ
 شرح بخاری "مسجد" ہے یعنی فیما سواہ من المساجد الا المسجد الحرام لا مَوْضِعٌ مِنْ
 الْمَوَاضِعِ چنانچہ حضرت میمونہ دالی حدیث میں مستثنیٰ منہ کی تصریح لفظ "مسجد"
 سے ہے۔ مسلم اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس روایت ہے، عن میمونہ
 قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ فیہ افضل من الف صلوٰۃ
 فیما سواہ من المساجد الا مسجد الکعبۃ اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر دالی حدیث
 جسے عطاء بن ابی رباح سے احمد، بزار اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا
 ہے کہ عن عبداللہ ابن زبیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ فی مسجدی
 ہذا افضل من الف صلوٰۃ فیما سواہ من المساجد الا المسجد الحرام۔

یاد رہے کہ اس حدیث میں صرف مساجد ثلاثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف
 ارادہ صلوٰۃ سے سفر کرنے سے روکا گیا ہے اور مدعا یہ ہے کہ "شدر حال" ارادہ صلوٰۃ
 کے ساتھ پورے عالم میں مساجد ثلاثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف درود نص کی
 وجہ سے ممنوع ہے۔ اگرچہ وہ مسجد قبا یا مسجد خیف ہی کیوں نہ ہو اور اس (ازیاد ثواب
 کی نوع) میں قیاس کو دخل نہیں ہے۔ اگر کوئی مساجد ثلاثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف
 اس ارادہ سے سفر کرے کہ وہ مسجد انبیاء کرام اولیا عظام اور صلحا کے جوار پر دوس میں
 ہے اور اس مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مساجد سے افضل ہے ایسا سفر اس نہی اور
 منع میں داخل ہے۔

بعض شبہات کا ازالہ عینی شرح بخاری میں ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد گرامی لا تشد الرحا
 اور یاقی مسجد قبا داکبہ میں تطبیق کیسے ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسجد قبا

ان مساجد سے نہیں جن کی طرف شدتِ حال کیا جاتا ہے یعنی اس لئے وہ حدیث مذکور میں شامل نہیں ہے اور حضرت عمر کا قول ہے کہ "کاش یہ مسجد زمین کے کسی دھڑ سے ہوتی کہ اونٹ اس تک رسائی کے لئے ہلاک نہ ہوتے" حنفیہ کے علماء اعلام اور اہل تحقیق کے نزدیک صحیح اور ثابت نہیں ہے اور وہ سفر جو مذکورہ بالا ارادہ سے نہ ہو اور اس سے مقصود صرف مسجد کا مشاہدہ ہو یا اس کی عجیب و غریب تعمیر کی وجہ سے ہو یا کسی عالم دین سے حصولِ تعلیم کے لئے ہو، یا ایسے بزرگ کی زیارت کے لئے جو اس مسجد میں مقیم ہیں تو ایسا سفر ممنوع نہیں اور اسی طرح اولیاءِ وصلی کے مقابلہ کی زیارت اپنے حال پر باقی ہے۔ یعنی نہ حرام، نہ مکروہ بلکہ مباح ہے اور کسی حجت سے بھی مذکورہ بالا نہی میں داخل نہیں ہے۔

وجہ سوم

حدیث سے حدیث کی تشریح

مستثنیٰ منہ کے مقدر ہونے پر خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مفسر ہے۔ یعنی حدیث لا تشدوا لہا حال کی تفسیر جو کہ بعض طریقوں سے بڑی توضیح اور تصریح سے مذکور ہے اور الاحادیث والآیات تفسیر بعضہا بعضاً آیات اور احادیث ایک دوسرے کی مفسر ہو سکتی ہیں، مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت ابو سعید خدری کے سامنے کوہ طور پر نماز پڑھنے کا ذکر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد اگر اسی ہے کہ لا یسبحن للمصلیٰ ان یشدد حال الی مسجد ینسبح فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد: الحرام والمسجد الا قعی و مسجدی هذا اور علامہ بدر الدین عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند حسن ہے میں کہتا ہوں کہ جو شخص علماء متقدمین اور متاخرین کے اقوال میں مہارت رکھتا ہے اس پر یہ عیاں ہے کہ اسی تفسیر احسن من تفسیر الحدیث بالحدیث (حدیث بالحدیث سے زیادہ اچھی تفسیر کون سی ہے) یہی وہ

حق ہے جس کے کناروں سے بھی شبہ کا گزر نہیں ہوا اور یہی وہ صحیح قول ہے جس میں خطا کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

وجہ تہارم

”اس حدیث کی شرح کے بارے میں جہور محدثین، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور مشکوٰۃ کے تمام شارحین اور اکابر فقہاء حنفیہ و شافعیہ کے اقوال مبارکہ“ علامہ بدرالدین عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ ہذا باب فی بیان فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکہ و مسجد مدینہ علی ساکنہا افضل الصلوٰۃ والسلام۔ اگرچہ بیت المقدس ان میں شامل ہے مگر اس کا ذکر الگ کیا ہے۔

سوال اگر آپ کہیں کہ باب مذکورہ میں تو صلوٰۃ کا ذکر ہے مگر حدیث میں لفظ صلوٰۃ موجود نہیں ہے۔

جواب میں کہتا ہوں مساجد مذکورہ کی طرف کوچ کرنے سے مراد ہی ”تصد صلوٰۃ“ ہے۔ پھر فرمایا ترجمہ باب کے ساتھ حدیث ابی ہریرہ کی مطابقت ظاہر ہے مگر حضرت ابوسعید خدری والی حدیث کا مکمل متن ذکر نہیں کیا صرف ان کے قول پر اکتفا کیا۔ اور حضرت ابوسعید خدری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عزرات میں بھی شریک ہو چکے ہیں اور اس کا مکمل ذکر چار ابواب کے بعد ”باب مسجد بیت المقدس“ میں آئے گا اور یہ بحث چار ابواب پر مشتمل ہے اور چوتھا باب مساجد ثلاثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف شد حال سے منع میں ہے۔

سوال اگر کوئی سوال کرے غیر مستثنیٰ مکان کی طرف سفر جائز نہیں حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور دیگر انبیاء کرام کے مقابر کی طرف بھی شد حال جائز نہیں ہوگا۔ مستثنیٰ منہ مفرغ کے لئے لازمی ہے کہ اس کا مقدر عام ہو۔

جواب یہاں عام سے مراد وہ عام ہے جو از روئے لوزع اور وصف مستثنیٰ کے

مناسب ہو جیسے مارایت الازیدی کی تقدیر عبارت یوں ہوگی مارایت رجلاً واحداً الاًنیاً
تو اس صورت میں حدیث مذکورہ کی تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ لا تشد الرحال الی
مسجد الا الی ثلثة مساجد۔

علامہ بدر الدین عینی

علامہ بدر الدین عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ حضرت
زین الدین فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ کا صحیح ترین مفہوم یہ ہے کہ اس سے
مراد صرف مساجد کا حکم ہے یعنی مساجد ثلثہ کے علاوہ کسی دوسری مسجد کی طرف
سفر نہ کیا جائے۔ لیکن مساجد کے علاوہ حصول علم، تجارت، سیر، زیارت صالحین
زیارۃ مقابر اور دوستوں سے ملاقات کی نیت سے سفر کرنا اس میں داخل نہیں
اور بعض روایتوں میں تو یہ بات تصریح کے ساتھ ذکر کی گئی ہے۔

امام ابو جعفر طحاوی

امام ابو جعفر طحاوی مشکل الآثار میں باب بیان مشکل ماروی عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المساجد التي لا تشد الرحال الا اليها ومن فضل الصلوة
فيها على غيرها من المساجد وفي تساويها في ذلك ادنى فضل بعضها
بين فرماتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوۃ
والسلام کو فرماتے سنا کہ لا تشد الرحال الا الی ثلثہ مساجد المسجد الحرام والمسجد
الاقصی ومسجدی هذا امام طحاوی لکھتے ہیں کہ ہم نے اس سے یہ سمجھا کہ ان
”مساجد ثلثہ“ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف فضیلت صلوۃ کے لئے سفر کرنا منع
ہے اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان مساجد میں بھی فضیلت صلوۃ برابر ہے
یا کمی بیشی ہے اور یہ دونوں باتیں اس وقت معلوم ہوئیں جب ہم نے اس حدیث
مبارکہ میں فکر کی۔

امام شہاب الدین عسقلانی

امام شہاب الدین عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں قولہ
الا الى ثلثة مساجد یہاں مستثنیٰ منہ محمد بن ہے اب یہاں پر یا تو مقدر عام ہائیں
گے یا خاص پہلی صورت میں عبارت یوں ہوگی لا تشد الرحال الى مكان في اي امركان
الا الى ثلثة مساجد یہ پہلی صورت تو ہو ہی نہیں سکتی اس لئے کہ اس صلہ جی اور حصول
علم کے لئے تمام اسفار کے دروازہ بند ہو جاتے ہیں تو لازماً دوسری صورت کو ماننا پڑے
گا اور ادلی یہ ہے کہ اُس مستثنیٰ منہ کو مقدم کیا جائے جس میں کثرت مناسبت پائی جاتی
ہو جیسے لا تشد الرحال الى مسجد للصلوة الا الى الثلثة

امام احمد قسطلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں یہاں
امام احمد قسطلانی | نفی نہی کے معنی میں ہے یعنی لا تشد الرحال الى مسجد

للصلوة فيه الا الى ثلثة مساجد۔

شیخ نورالحق محدث دہلوی

حضرت شیخ نورالحق محدث حنفی بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی تیسری القاری
شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے لا تشد الرحال
الا الى ثلثة مساجد یعنی مساجد ثلثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف پالا ان سفر نہ باندھا
جائے اور وہ مقامات مقدسہ جنہیں ذاتی فضیلت حاصل ہے وہاں اس نیت سے نماز
پڑھنا کہ ثواب زیادہ ملے گا اس نیت سے مساجد ثلثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف
سفر نہ کر داس تشریح کے مطابق مندرجہ ذیل اسفار خارج از نہی ہیں جیسے حصول علم
کے لئے کہیں جانا کسی زندہ یا فوت شدہ بزرگ کی زیارت کے لئے جانا۔ تجارت اور ان جیسے
دوسرے ضروریات کے لئے سفر کرنا، کیونکہ اس صورت میں مسافر دریافت مکان اور جو چیز
اس مکان میں ہے اس کے حصول اور ادراک کے لئے جاتا ہے۔ تبرک کے حصول کے لئے نہیں جاتا۔

حضرت ملا علی قاری و تاری مکی

حضرت ملا علی قاری حنفی مرقاة شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں، لا تشد الرحال میں
 رحال کی جمع ہے اور معنی اونٹ پر سامان باندھنا ہے اور اس سے مراد مساجد ثلاثہ
 کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف سفر کی فضیلت کی نفی ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ اس
 کا معنی نفی میں نہیں ہے یعنی لا تشد الرحال غیر ہا کیونکہ ان مساجد ثلاثہ کے علاوہ تمام
 مساجد تسادی فی الرتبہ ہیں۔ فضیلت میں کوئی مکی بیشی نہیں ان کی طرف "شد رحال"
 فضول اور بے کار ہے۔

سید جمال الدین محدث، میرک شاہ، شیخ طیبی،

سید السند سید جمال الدین محدث، زبدہ المحققین میرک شاہ اور شیخ طیبی شرح
 مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں، مساجد ثلاثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف سفر کرنے پر نہیں سے
 کنایہ ہیں۔

امام سحیحی بن شرف الدین نووی

امام سحیحی بن شرف الدین نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں
 مساجد ثلاثہ اور ان کی طرف شد رحال کی فضیلت کا بیان ہے اسی لئے جمہور علماء کرام کے
 نزدیک ان مساجد کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف شد رحال کرنے میں کوئی فضیلت
 نہیں ہے۔

شیخ عبد الرؤف مناوی | شیخ عبد الرؤف مناوی شرح جامع الصغیر میں
 لکھتے ہیں کہ لا تشد الرحال الا الی ثلاثہ مساجد میں

استثنائے مفرغ ہے اور مراد یہ ہے کہ مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی دوسری مسجد میں (ازیاد
 ثواب کی نیت سے) نماز پڑھنے کے لئے سفر نہ کیا جائے۔

تمہور شافعیہ کا بھی یہی قول ہے کہ یہاں نہی تنزیہ کے معنی میں ہے پھر لکھتے ہیں
مساجد ثلثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف حصول زیارت کے لئے سفر کیا جاسکتا
ہے یعنی مکین کی زیارت کے لئے نہ کہ مکاں کے لئے۔

قاضی ناصر الدین بیضاوی

قاضی بیضاوی فرماتے ہیں مناسب یہ ہے کہ وہ اس چیز میں مشغول ہو جس
میں صلاح دینی اور فلاح اخروی ہو اور جب مساجد ثلثہ کے علاوہ تمام مساجد شرف
و فضل میں متساویۃ الاقدار ہیں تو ان کی طرف سفر کرنا فضول اور بے کار ہو گا حضرت
شارع علیہ السلام نے اس لئے ایسے سفر سے منع کیا ہے اور مساجد ثلثہ کے شرف
اور بزرگی کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بنائی ہوئی ہیں۔

شیخ عبد اللطیف | شیخ عبد اللطیف المعروف بابن الملک "مبارق الازہار شرح
مشارق الانوار" میں لکھتے ہیں۔ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم،

لا تشد الرحال الا الى ثلثہ مساجد کی تقدیر عبارت اس طرح ہوگی۔ لا تشد الرحال الى مسجد
للصلوة فيه الا الى ثلثہ مساجد اور اس کا معنی یہ ہے کہ مساجد ثلثہ کے علاوہ کسی اور مسجد کی
طرف شد رحال کرنے میں کوئی فضیلت نہیں ہے اور اس سے مراد فضیلت تامہ کی نفی اور
ان مساجد ثلثہ میں ثواب کی زیادتی ہے کیونکہ یہ لوگوں کی اپنی تعمیر کردہ عبادت گاہیں ہیں۔
اسی لئے فقہا کا قول ہے کہ اگر کسی نے ان مساجد ثلثہ میں نماز پڑھنے کی منت مانی تو
وہ جب تک ان میں نماز نہیں پڑھے گا نذر پوری نہیں ہوگی۔ اور اگر کسی شخص نے
کسی خاص مسجد میں (مساجد ثلثہ کے علاوہ) نماز پڑھنے کی نذر مانی تو کسی دوسری میں
میں ادا کر لے گا تو نذر پوری ہو جائیگی۔

مساجد ثلاثہ میں نماز پڑھنے کی نذر

یاد رہے کہ اس قیل و قال کی ضرورت اس وقت پیش آئے گی جب اس کا وہ معنی کیا جائے جو بخاری، مسلم اور مشکوٰۃ کے اکثر شارحین نے کیا ہے جس کا گزشتہ ادراق میں ذکر ہو چکا اور اگر اس کا وہ معنی جو علماء محدثین کی ایک جماعت نے کیا ہے مثلاً محی السنۃ ابو محمد الحسین بن سعید الفراء البغوی، شیخ ابن بطلال، شیخ توریشتی شامی، ابو عمر بن عبد البر اور فاضل علامہ شیخ محمود بن حبلہ ان حضرات گرامی کا قول ہے کہ اگر کسی نے مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تو وہ اس مسجد کی طرف شدہ و حال نہ کرے۔ بلکہ جس مسجد میں بھی نماز پڑھے گا نذر پوری ہو جائے گی اور اگر مساجد ثلاثہ میں سے کسی ایک مسجد میں نماز ادا کرنے کی نذر مانی تو جب تک وہاں نماز ادا نہیں کرے گا نذر پوری نہیں ہوگی۔ چنانچہ اس صورت میں ”مساجد کے مستثنیٰ منہ ہونے میں کوئی اخفا والتباس نہیں ہوگا۔

ابن بطلال | شیخ ابن بطلال (مترجم بخاری میں) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبارکہ علماء کرام کے نزدیک اس شخص کے بارے میں ہے جس نے مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کی نذر مانی۔

شیخ توریشتی | شیخ توریشتی (شرح مصابیح میں) فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی نے نذر مانی کہ وہ فلاں مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جائے گا تو اس مسجد میں جانا اس پر واجب و ضروری نہیں الا یہ کہ اس نے مساجد ثلاثہ میں نماز پڑھنے کی نذر مانی ہو کیونکہ یہ ”مساجد ثلاثہ“ انبیاء کرام کی تعمیر کردہ عبارت گاہیں ہیں اور ان کے سوا تمام مساجد برابر ہیں۔

شیخ ابن عبد البر | شیخ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ علماء کرام کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے بارے میں ہے جس نے مساجد ثلاثہ میں نماز پڑھنے کی نذر مانی ہے تو اس پر واجب ہے کہ ان مساجد میں نماز ادا کرے۔

شیخ محمود | شیخ محمود بن جملہ فرماتے ہیں یہی حق ہے اور اس سے کوئی معترض نہیں اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ائمہ فقہاء اور محدثین نے اس حدیث کو نذر سفر جہاد، علم واجب کے حصول، والدین سے نیکی کرنے، دوستوں سے ملاقات کرنے اور اللہ تعالیٰ کے صنعت کے آثار میں فکر کرنے کے ابواب میں ذکر کیا ہے یہ سب سفرو جو بایا صحابہ شامع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقصود و مطلوب ہیں اسی طرح تجارت اور دنیاوی امور کے لئے سفر جائز ہے اگرچہ اس حدیث مبارکہ سے اس کا اثبات نہیں۔ ہاں سفر مصیبت باقی رہ جائے گا۔

شیخ عبد الصمد دمشقی | شیخ ابوالحسن عبد الصمد بن ابی الحسن عساکر دمشقی فرماتے ہیں لا تشد الرحال کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی دوسری مسجد کی طرف شد الرحال کی نذر مانے تو اس کی نذر منعقد نہیں ہوگی مگر ان مساجد ثلاثہ کی طرف شد الرحال اور مسافت طے کرنا واجب ہے اور بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ منع سے مراد اعتکاف ہے اور حدیث کا معنی یہ ہے کہ اعتکاف کے لئے مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف شد الرحال کی نذر مانے تو اس کی نذر منعقد نہیں ہوگی۔ مگر ان مساجد ثلاثہ کی طرف شد الرحال نہ کیا جائے اسی لئے بعض سلف کا قول ہے کہ مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی مسجد میں اعتکاف جائز نہیں کما فی الجینی چنانچہ شیخ ابو محمد جونی شافعی، قاضی حویاض اور قاضی حسین سے جو قبور صالحین کی طرف بہ نیت زیارت اور مقامات متبرکہ کی طرف شد الرحال کی حرمت اور مذکورہ بالا حدیث سے جو تمسک منقول ہے اگر ان کی طرف یہ انتساب درست ہے تو یہ کھلی اور واضح غلطی ہے اصول فقہ اور اہل عزمیت کے قواعد کے خلاف فقہائے عرب کے خلاف اور مقصود حدیث کے مابین ہے اور یہ حدیث جو دوسرے طرق سے مروی ہے۔ اس کے سبھی خلاف ہے سواد اعظم اور جمہور فقہائے محدثین حدیث اور شافعیہ کے معتقدات

کے بھی خلاف ہے۔

اسی مقام پر امام قسطلانی نے شرح بخاری میں دقبر صالحین وغیرہ کی طرف شد
دھال پر حرمت کے قول کو خطا قرار دیا ہے اور اسی طرح حافظ ابن حجر نے اور امام نووی نے
اس مفہوم کو باطل اور غلط قرار دیا ہے۔

امام احمد قسطلانی

امام قسطلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں زیارة اور حصول علم کے لئے شدہ حال
مکان کے لئے نہیں مکین کے لئے ہوتا ہے۔ اس میں بعض حضرات کو التباس ہوا ہے اسی
طرح شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں بعض لوگوں کو یہ وہم ہوا ہے کہ مساجد ثلاثہ کے علاوہ
دوسرے مقامات کی طرف شدہ حال ممنوعات میں داخل ہے یہ مغالطہ ہے خطا ہے ہم
پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ استئنا جنس مستثنیٰ منہ سے ہوتا ہے جیسے "مارایت الا زیارۃ" گویا کہ
آپ کہہ رہے ہیں مارایت رجلاً واحداً الا زیارۃ اور یوں نہیں ہو سکتا کہ مارایت شیئاً او حیواناً
الا زیارۃ۔

امام شہاب الدین عسقلانی

امام شہاب الدین عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ حدیث مذکورہ میں مستثنیٰ
منہ "مساجد کو مقرر تسلیم کرنے سے ان لوگوں کا قول باطل ہو گیا جو قبور صالحین کی زیارت
کو منع شدہ حال میں شامل کرتے ہیں۔

امام یحییٰ بن شرف الدین نووی

امام یحییٰ بن شرف الدین نووی مساجد ثلاثہ کی فضیلت کے باب میں لکھتے ہیں۔
شیخ ابوالاحمد الجونی فرماتے ہیں کہ ہماری بعض دوست مساجد ثلاثہ کے علاوہ دوسرے
مقامات کی طرف "شدہ حال" کو منع کرتے ہیں اور یہ غلط ہے اور امام نووی "سفر المرأة

محرم الی الحج کے باب میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابو محمد الحنفی فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض دوست مساجد ثلثہ کے علاوہ قبور صالحین اور دوسرے مقامات کی طرف جانے کو حرام سمجھتے ہیں اور قاضی غیاض نے بھی اپنے مختار کا اسی طرف اشارہ کیا ہے اور ہمارے مشائخ کرام کے نزدیک درست وہ چیز ہے جو تحقیق اور امام الحرمین کا مختار ہے اور وہ یہ ہے کہ لایحرم ولا یکرہ (نہ حرام ہے اور نہ مکروہ) وہ فرماتے ہیں اس سے مراد فضیلت نامہ ہے اور یہ مقامات ثلثہ کے علاوہ کہیں نہیں پائی جاتی۔

امام غزالی | امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مشاہد اور علماء و صلحا کے مقابر کی زیارت

سے منع کیا ہے۔ لیکن میں اس حدیث کا مفہوم یہ سمجھا ہوں کہ اس میں مقابر و مشاہد کی زیارت کا حکم کیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔
 کُنْتُ بِہِمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُورِ فَرَّوْا وَهَادُوا دِیْنِہُمْ زِیَارَتِ قُبُورِ سے روکتا تھا۔ اب تم کو زیارت کی اجازت ہے، حدیث شدہ حال میں مساجد کا ذکر ہے اور مساجد میں مشاہد شامل نہیں ہیں اس لئے کہ مساجد ثلثہ کے علاوہ دوسری مسجد کی طرف شدہ حال کی کوئی وجہ فضیلت کی نہیں ہے۔ لیکن مشاہد برابر نہیں ہیں بلکہ ان کی زیارت کی فضیلت و برکت ان حضرات کے ان درجات پر موقوف ہے جو عند اللہ انہیں حاصل ہیں ہاں اگر ایک آدمی ایسی آبادی میں رہائش پذیر ہے جہاں کوئی مسجد نہیں تو وہ ایسی آبادی میں جہاں مسجد ہو دادائے نماز کے لئے، جاسکتا ہے اور اگر چاہے تو مکمل طور پر بھی جاسکتا ہے افسوس ہے کہ بعض لوگ ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبور کی طرف شدہ حال سے منع کرتے ہیں "قبور کی طرف شدہ حال سے روکنا بڑے تعجب کی بات ہے" اور جب یہ جائز ہے تو اولیاءِ علماء اور صلیا کرام کے مقابر کی طرف سفر اسی ضمن میں آتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ سفر کے اغراض میں (مقابر علماء کرام، شامل ہو جیسا کہ علماء کرام کی زیارت ان کی حیات میں باعث ثواب ہے۔

حضرت ابوہریرہ کا کوہ طور کے لئے شد حال

اور حضرت امام مالک نے موٹا میں حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں حضرت بصرہ ابن ابی بصرہ غفاری سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے کہا طور سے آ رہا ہوں تو انہوں نے فرمایا اگر طور پر جانے سے پہلے میری ملاقات آپ سے ہوتی تو آپ طور پر نہ جلتے کیونکہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا ہے لا یجزل المظی الا الی ثلثہ مساجد الی المسجد الحرام والی مسجدی ہذا والی مسجد ایلیا و بیت المقدس یشک (کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام، میری اس مسجد اور مسجد ایلیا) یہ حدیث (اس معنی میں پہلے کئی بار گزر چکی ہے) ہمارے مقصود کی تائید کر رہی ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ کا طور پر جانا "قصد صلوٰۃ سے متھا۔ زیارۃ کے ارادہ سے نہ تھا امام احمد اور بزار نے اپنی اپنی مسانید اور امام طبرانی نے کبیر اور ادسط میں عمر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام مزی ممدنی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ طور سے واپس آئے تھے کہ حضرت ابو بصرہ غفاری سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے پوچھا ابوہریرہ کہاں سے آئے ہو تو آپ نے کہا "من الطور صلیت فیہ" طور پر نماز پڑھ کر آ رہا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا اگر جانے سے پہلے ملتے تو طور پر نہ جلتے کیونکہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا ہے کہ لا تشد حال الا الی ثلثہ مساجد (مساجد ثلثہ کے علاوہ کسی دوسری مسجد کی طرف شد حال نہ کرو) اس حدیث کے راویوں کے بارے میں علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں کہ رجال اسنادہ ثقات امام طبرانی اپنی صغیر میں ابو سعید مہمیری کے

لے یعنی وادی کو شک متھا کہ ایلیا کہا ہے یا بیت المقدس کہا ہے۔

ذریعہ حضرت ابو ہریرہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں السلام ابو جعفر طہادی مشکل الآثار میں سعید بن ابی سعید مرقی کے ذیل حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں طور پر آیا اور نماز پڑھی تو جمیل بن بصرہ غفاری سے ملاقات ہو گئی انہوں نے پوچھا کہاں سے آئے ہو میں نے بتا دیا کہنے لگے اگر جانے سے پہلے مجھ سے ملتے تو طور پر نماز پڑھنے نہ جاتے کیونکہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا ہے کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کے طرف سواریاں نہ لے جاؤ یعنی مسجد حرام، میری یہ مسجد اور مسجد ایلینا۔" تقریب میں ہے کہ بصرہ بن ابی بصرہ غفاری صحابی ابن صحابی ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا گفتگو بصرہ کے والد ماجد ابی بصرہ سے ہوئی۔ بہر کیفیت بصرہ ہوں یا ابی بصرہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ کو اس لئے منع کیا کہ وہ وہاں نماز پڑھنے کے ارادے سے گئے اور لوگ طور کو دیکھ کر انوار و تجلیات الہیہ کا مہبط اور اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہم کلامی کی جگہ تھی (افضیت صلوٰۃ کی جگہ سمجھتے تھے جیسے کہ مصداق احمد میں حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ صلوٰۃ طور کا مسئلہ ان کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کسی سوار کو مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے علاوہ شدہ حال نہیں کرنا چاہیئے چنانچہ اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ حضرت ابو سعید خدری کا طور پر جانے سے منع کرنا فضیلت صلوٰۃ کے ارادے پر موقوف ہے نہ یہ کہ نص امتناع زیارت پر خلافت کر رہی ہے اس لئے کہ مندرجہ بالا حدیث میں مستثنیٰ منہ "مسجد" مذکور ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ "طور" مساجد میں سے کوئی مسجد نہیں بلکہ (جگہ کا نام ہے) ان کا یہ حکم از روئے قیاس ہے اور اسی طرح حضرت بصرہ نے اس پر قیاس کیا۔ کیونکہ حکم کی علت یعنی حدیث مذکورہ کی علت اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت ہے اور شدہ حال کی نہی مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف نہیں ہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں از دیاد ثواب کی نیت ہو تو پھر منع ہے چنانچہ ہر وہ مقام جہاں پر یہ علت پائی جائے گی یہ حکم اس پر جاری و نافذ ہوگا چاہے وہ مقام طور ہو یا انبیاء کرام میں سے کسی نبی یا اور اولیاء کرام میں سے کسی ولی کی عبادت گاہ ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی تحقیق

اس حدیث سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے بھی یہی مراد لی ہے جیسا کہ حجتہ اللہ البالغہ، مصنف اور موسیٰ شرح مؤطا میں ہے حجتہ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ اس ہنہ میں قبر کسی ولی کی عبادت گاہ اور طور برابر ہیں اور مصنفی میں لکھتے ہیں کہ کیا آپ دیکھتے ہیں کہ حضرت بصرہ غفاری ہنہ میں طور کو بھی شامل کرتے ہیں اور حضرت ابوہریرہ کو اس سے منع فرماتا ہے ہیں اور موسیٰ میں لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کا مدلول و مفہوم یہ ہے کہ مساجد ثلاثہ کے علاوہ دوسرے مخصوص مقامات کی طرف عبادت کی نیت سے شدہ حال منع ہے۔ شاید اس میں یہ حکمت ہو کہ اہل جاہلیت نے اپنی رائے سے جن مقامات کو معظم و متبرک سمجھ رکھا تھا اس کا سد باب ہو جائے ان عبادات سے افضل المذہبین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مقصد (اور مسلک) اس مسئلے میں بالکل واضح ہو گیا کہ مشاہد متبرک یعنی اولیاء اللہ کی قبور، ان کی عبادت گاہیں، طور اور ان کی طرح دوسرے مقامات کی طرف سفر بعبادۃ اللہ، تبرک اور توسل کے لئے اس نیت سے منع ہے کہ وہ بزرگ کی عبادت گاہ ہے اور ان کی خصوصیت کی وجہ سے اجر و ثواب میں زیادتی ہوگی۔ مذکور بالا حدیث مبارکہ سے جس نے مفہوم مذکورہ کے علاوہ کوئی اور چیز سمجھی تو گو یا وہ ایسی دلدل میں گرفتار ہے جس سے رہائی ممکن نہیں ہے۔

زیارت قبور مستحب ہے

اس بحث سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ اُس سفر کو جو زیادہ قبور کے لئے کیا جاتا ہے اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہوئے منع کرنا پر لے دے کی جہالت اور نادانی ہے اور یہ حکم قیاس کی رے سے بھی غلط ہے چہ جائیکہ اسے حدیث سے ثابت و مستنبط کیا جائے کیونکہ عدم کون علت المحکم مشترکہ بین الاصل والفرع (علت حکم اصل اور فرع میں مشترک نہیں ہے) اور حدیث مبارکہ میں حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک حکم کی علت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت کی نیت سے شدہ حال کا منع ہونا ہے اور یہ زیارت

قبر میں مفقود ہے اس لئے کہ زیارت قبر کا مقصد صرف دعا و استغفار ہے۔ اور جو نہی کا حکم حدیث شدہ حال سے ثابت ہوتا ہے اور وہ ہر قسم کے سفر کو شامل نہیں اور مخالفت بھی اس حکم کے عزم کا قائل نہیں تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ سفر ہر جگہ اور ہر مقصد کے لئے منع نہیں ہے کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ، بلاد اسلامیہ کی طرف ہجرت، ضروری علم کا حصول والدین، علماء صالحین اور مقبولانِ خدا کی زیارت، صنعت کردگار کے آثار میں تدبیر و تفکر، مخلوقا ملکوت کے عجائب اور مصنوع خداوندی کی طرف سفر کی مشروعیت کتاب اللہ کی آیات کثیرہ (اور احادیث مبارکہ) سے ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد و گرامی ہے سُبُوْحِیْ فِی الْاَرْضِ فَانْظُرْ وَاکِیْفَ کَانَ عَاقِبَتَہُ الْمَکْذِبِیْنَ۔ اس کے علاوہ بے شمار آیات قرآن حکیم میں موجود ہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی اس حقیقت کو تسلیم نہ کرے تو اس کو اس کی جہالت عظیمہ ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔

جب اولیاء اور صلیٰ کی قبروں کی طرف سفر کسی دلیل شرعی سے حرام یا مکروہ ثابت نہیں ہوا تو اس فعل کو واجب یا مستحب یا مباح ہونا چاہیئے۔ اور اس کا ظاہر بتا رہا ہے کہ یہ فعل (زیارتِ قبر) مستحب ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مطلقاً زیارتِ قبر کا حکم فرمایا ہے۔ (شیخ، اوقات اور مقابر کے قرب و بعد کی قید نہیں لگائی تو الْمَطْلُوقُ یُجَرِّیْ عَلٰی اِطْلَاقِہُ کَمَا تَقَرَّرَ فِی الْاَصُوْلِ۔ صحیح مسلم میں حضرت بریدہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہُنَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَرَدَّوْہَا۔) میں نے تمہیں زیارتِ قبر سے منع کیا تھا اب زیارت کی اجازت دیتا ہوں، سند احمد میں حضرت علی سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اِنِّیْ کُنْتُ ہُنَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَرَدَّوْہَا اور ابن ماجہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کُنْتُ ہُنَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَرَدَّوْہَا فانہا تُزْہِدُنِیْ الدُّنْیَا وَتُذْکِرُ الْآخِرَۃَ دین نے تمہیں زیارتِ قبر سے روکا تھا اب اجازت دیتا ہوں کیونکہ اس سے دنیا میں زہد پیدا ہوتا ہے اور آخرت یاد آتی ہے، امام محمد بن یوسف زہد فی مدنی محدث بخیر المراتح الی طلب الرباح میں فرماتے ہیں کہ

جو چیز زیارہ قبور کے جواز میں پیش کی جاسکتی ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث
 زُورُ الْقُبُورِ ہے اور ایک دوسری حدیث کے یہ لفظ ہیں کنت ہنیتکم عن زیارۃ القبور
 فرزور دھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیارۃ قبور کا حکم فرمانا اس کے سفر کے جواز پر دلالت
 کرتا ہے اگرچہ وہ قبور بجید ہو اور اس میں شہر اور قریہ کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔ آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں امر استحباب کے لئے ہے اور یہی سب کا مختار
 ہے کیونکہ علماء حنفیہ کے نزدیک خطر کے بعد امر واجب کے لئے ہوتا ہے تاکہ مخالف کو مجال گفتگو
 نہ رہے اور جب امر خطر کے بعد آئے گا تو جانب فعل جانب ترک پر داج ہوگی اور اگر دونوں
 طرفیں اباحت میں برابر ہوں تو کم بھکم یہ ہوگا کہ امر استحباب کے لئے ہوگا جیسا کہ جمعہ سے
 واپسی کے بعد طلب رزق اور کسب معیشت کا حکم ہے۔ حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں۔
 إِذَا انْصَرَفْتَ مِنَ الْمَجْعَةِ فَسَادِمْ بَشْيَ دَانَ لَمْ تَشْرَهْ حَبَّ سَمَازِ جَمْعٍ سَے واپسی ہو تو
 بازار میں اشیاء کا بہاؤ کر دو اگرچہ اس کی خریداری کا ارادہ نہ ہو۔ (یہ اس بات کی دلیل ہے
 کہ آیت کریمہ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض الا یہ میں امر استحباب کے لئے ہے)
 اسی بناء پر جمہور کے نزدیک زیارۃ قبور مستحب ہے امام نووی لکھتے ہیں کہ زیارۃ قبور کے
 استحباب پر اجماع ہے اور شیخ ابن عبدالبر نے تو اس پر بعض علماء سے وجوب کا قول نقل
 کیا ہے اور ظاہر یہ کہ نزدیک بھی یہی ہے کافی المواہب اللدنیہ والمرقاۃ۔
 اگر خطر کے بعد امر کا مبیغہ اباحت کے لئے ہو جیسا کہ بعض کا مذہب ہے اس صورت
 میں بھی قبور کی طرف سفر کا فائدہ جواز موجود ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی
 اللہ علیہ وسلم میں امر جہاں اباحت کے لئے آیا ہے وہاں فعل مطلوب محل کے ساتھ مقید
 اور شخص معین کے ساتھ قائم نہیں ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔ کُلُوا اِمَّا رَزَقَکُمْ اللہُ اَوْ
 اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا (یہاں کُلُوا اور اصْطَادُوا نہ کسی محل کے ساتھ مقید اور نہ
 شخص معین کے ساتھ قائم ہیں) بالکل یہی صورت فرزور دھا میں ہے۔ اجازت
 ”زیارۃ قبور عام ہے۔ سفر اور غیر سفر کی کوئی قید نہیں ہے اس لئے حدیث کا معنی یہ ہوگا۔
 زُورُ دَهَا فِي بَلَدِكُمْ اَوْ بَقَرَبِ بَلَدِكُمْ بِلَا شَدِّ الرَّحَالِ اِلَيْهَا۔

سوال ! اگر کہا جائے کہ شکار اور تلاشِ رزق کے لئے سفر میں معصیت اور شرک کا ایہام نہیں اس کے برعکس قبور کی طرف سفر میں معصیت اور شرک کا ایہام ہے۔
جواب ! زیارہ قبور سے ہمارا مقصد وہ زیارہ ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے یعنی اموات کے لئے دعا اور استغفار کرنا۔ انہیں دعا اور قرآن حکیم کی تلاوت سے فائدہ پہنچانا اور جو کام مقابر میں خلاف شرع ہیں وہ جس طرح سفر میں منع ہیں اقامت میں بھی منع ہیں اور جہاں تک جہلا کی بات ہے تو ان کے کسی بھی فعل کا کوئی شرعی اعتبار نہیں ہے۔

مقابر سے استفادہ

ناظر کا ادلیا کرام اور صلی اعظام سے انتفاع و استفادہ بھی ایک ثابت شدہ چیز ہے اور اہل اللہ کی ارجح مقدس سے فیوض و برکات کا حصول دوا تر سے (ثابت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور صوفیہ کرام کے نزدیک "مشاہدات و محسوسات" میں سے ہے اور ان صوفیہ کرام نے ان ارجح طیبہ سے آثار عجیبہ اور منافع عظیمہ پائے ہیں۔ زیارت قبور اور مشاہد مشرف سے استفادہ کا راز یہ ہے کہ نفس کا تعلق بدن سے دو قسم کا ہے ایک صورت شخصیت کی جہت سے جسم معین و مخصوص کے ساتھ یہ تعلق موت سے منقطع ہو جاتا ہے اور دوسرا محفوظہ الشخص کا وہ کسی صورت کے ضمن میں پایا جائے عام ازیں کہ وہ صورت بدنیہ ہو یا تراپیہ ہو۔ یہ تعلق موت سے منقطع نہیں ہوتا بلکہ طوقی رہتا ہے بدن سے جدا شدہ نفس ہمیشہ اپنے بدنی مادہ کی طرف متوجہ رہتا ہے ضرب المثل ہے کہ "سافر گھر کو یاد کرتا ہے" جب نفس "مومن و صالح" ہو تو اس پر ہمیشہ اشراقات الٰہیہ اور فیوض ربانیہ کا ورد ہوتا ہے۔ اور زائر کا نفس جب "مرقد" کی طرف توجہ تام کرتا ہے تو صاحب قبر حاضر کو حاضر پا رہا ہے۔ اور زائر "حضور مرقد" کو صاحب قبر کا حضور اور حجت سمجھے تو لامحالہ فیض پائے گا۔ صاحب قبر کے نفس کا پر تو زائر کے نفس پر پڑے گا تو زائر اپنی استعداد کے مطابق اس سے فیض حاصل کرے گا۔

اور متکلمین نے اس مسئلہ کو دوسرے دلائل عقلیہ سے ثابت کیا ہے امام مخیر الدین

رازی لکھتے ہیں جب زائر قبر کے قریب ہوتا ہے تو اس کے نفس کو قبر کے ساتھ ایک خاص تعلق ہو جاتا ہے اور اسی طرح صاحب قبر کو زائر سے تعلق ہوتا ہے اس طرح دونوں نفوس میں دو قسم کے تعلق ہو جاتے ہیں مقابلہ معنوی اور علاقہ خاص اور اگر صاحب قبر کا نفس زیادہ قوی ہو تو زائر کا نفس استفادہ اور استغاضہ کرتا ہے۔

حضرت شیخ سعد الدین تفتازانی لکھتے ہیں زیارۃ قبور سے فائدہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ جدا شدہ نفس کو بدن سے اور جہاں (وہ بدن) دفن کیا جائے گا اس مٹی سے ایک تعلق ہوتا ہے اور جب اس کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور میت کے نفس کی طرف توجہ کرتا ہے تو دونوں نفوس میں ملاقات ہوتی ہے اور تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

گزشتہ اوراق میں جو میں نے کہا ہے کہ سفر برائے زیارت قبور مباح ہے تو یہ حکم عام مسلمانوں کی قبور کا ہے۔ مگر اولیاء کرام اور صالحین کے متابر کی زیارت اور اہل قبور کا حق ادا کرنے کے لئے زیارت تو سفر مستحب میں شامل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ میت کے لئے وہ دقت مانوس ترین ہوتا ہے جب اس کا کوئی دوست اس کی قبر کی زیارت کے لئے آتا ہے اس موضوع پر بے شمار احادیث مبارکہ موجود ہیں۔

قبر نبوی کی زیارت واجب کسے

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ افضل اولین و آخرین، سید مرسلین، امام متقین رحمت عالمین، شیخ مذہبیں، سب سے پہلے شفاعت کرنے والے اور سب سے پہلے شفاعت قبول کئے جانے والے ہیں قبر انور کی طرف سفر افضل مندوب بلکہ واجب کے قریب ہے قاضی عیاض شفا میں لکھتے ہیں مندو الحال الی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجب یہاں واجب سمراد مندوب و ترغیب اور تاکید ہے کیونکہ روضہ نبوی کسے زیارت بڑی نیکی اور بڑی اطاعت ہے۔ اور اعلیٰ درجات تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اور جو احادیث مبارکہ اس مسئلہ میں ہیں ان میں اہل مدینہ اور اس کے قرب و جوار کی کوئی قید نہیں۔ یعنی دور دراز سے مسافت بعیدہ طے کر کے قبر نبوی کی زیارۃ سے منع کا

کوئی حکم نہیں، حضرت شیخ احمد قسطلانی لکھتے ہیں جس نے اس کے علاوہ کوئی اور عقیدہ رکھا اس نے اسلام کی اطاعت کا طوق اپنی گردن سے اتار دیا۔ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے رسول اور علماء اسلام کی مخالفت کی۔

بعض علماء کرام زیارت قبر نبوی کو قریب الوجوب اور بعض واجب کہتے ہیں جمہور علماء حنفیہ کے نزدیک افضل ترین مندوب اور مؤکد ترین مستحب ہے یعنی واجب کے قریب ہے امام ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ ہمارے مشائخ کا قول ہے زیارۃ قبر علیہ الصلوٰۃ والسلام من افضل المندوبات مناسک فارسی اور شرح المختار میں ہے کہ **انھا قریبۃ من الوجوب لکن لہ سعة** (جو شخص استطاعت رکھتا ہے اس کے قریب الوجوب ہے) اگرچہ فرض ادا کر رہا ہو تو مناسب یہ ہے کہ وہ ابتدا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر النور کی زیارت سے کرے اور حج کے بعد دوبارہ زیارت کرے اور اگر حج نفل ہو تو اسے اختیار ہے۔ درمختار میں ہے کہ قبر النور کی زیارۃ مندوب بلکہ بعض نے کہا صاحب استطاعت کے لئے واجب ہے اگرچہ فرض ہے تو ابتدا مدینہ منورہ سے کرے اور اگر حج نفل ہو تو اسے اختیار ہے اور امام طحاوی نے "منح" کے حوالہ سے لکھا درجات وجوب کے قریب ہے۔ مناسک طرابلسی میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر النور کی زیارت استطاعت کے لئے واجب ہے اور اگر حج فرض ادا کر رہا ہو تو ابتدا مدینہ منورہ سے کرے کیونکہ حج فرض اور زیارۃ نفل ہے۔

قبر نبوی کی زیارت کے بارے میں احادیث نبوی

فن حدیث کے مشہور نقاد شیخ ابن جوزی نے اپنی کتاب "الوفاء" میں اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مَنْ حَجَّ فَرَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَاَنَّ مَنَ زَادَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ (جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میری موت کے بعد گویا کہ اس نے میری زندگی میں مجھے دیکھ لیا) اور حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجِبَتْ لَهُ

شَفَاعَتِی (جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہوگی) اور دارقطنی میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مَنْ حَجَّ ذَرَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِی حَیَاتِیْ۔ حضرت ملا علی قاری حضرت قاضی عیاض کی "شفاء" کی شرح میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کہ اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں شفاعت عظمیٰ جو "مقام محمود" پر ہوگی کا بیان ہے اور آپ کی دوسری شفاعتیں بھی ہیں۔ مثلاً اس شخص کی شفاعت جس نے آپ کی قبر النور کی زیارت کی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن حزمیہ نے اپنی "صحیح" میں حضرت عبداللہ ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ مَنْ ذَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ۔ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر النور کی زیارت کے آداب میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے مسائل کا سب سے بڑا اور اہم سوال حن خاتمہ اور مغفرت کا ہونا چاہیئے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کرتے ہوئے یوں کہے۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْأَلْكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْأَلْكَ الشَّفَاعَةَ وَاتَّوَسَّلُ بِكَ إِلَى اللَّهِ فَإِنْ أُمِرْتُ مُسْلِمًا عَلَى جِلَّتِكَ وَمُسْتَك.

(یا رسول اللہ میری شفاعت کیجیئے۔ یا رسول اللہ میری شفاعت کیجیئے اور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کو وسیلہ پیش کرتے ہوئے گزارش کناں ہوں کہ میری موت حالت اسلام میں آپ کی ملت اور سنت پر ہو۔) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر النور کی زیارت کے بیان میں جو احادیث دلیل میں پیش کی گئی وہ ناقدین محدثین شیخ ابن جوزی وغیرہ اور ائمہ حنفیہ کے نزدیک مستند ہیں در نہ اس موضوع پر بے شمار احادیث ہیں۔

صحابہ کرام کی قبر نبوی پر حاضری

حضرات سلف صالحین کے آثار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر النور کی زیارت کے لئے سفر کرنے میں مشہور اور کتب سیرت میں مذکور ہیں، مشتے نمونہ از خردار کے مطابق عربین ہے کہ حضرت عمر کے دور خلافت میں حضرت بلال حبشی کا مدینہ منورہ حاضری دینا جیسا کہ ابن عساکر نے حضرت ابو درداء سے روایت کیا ہے اسی طرح فتح شام اور ساکنان بیت المقدس سے صلح کے بعد جب حضرت کعب احبار مشرف بہ سلام ہوئے تو حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر النور کی زیارت کریں تو حضرت کعب احبار نے عرض کیا امیر المؤمنین میں ضرور حاضر ہوں گا چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمر کا یہ عمل اس کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر النور کی زیارت "اہم الامور اور اقدام العمل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کا بھی یہی طریقہ کار تھا۔ مؤطا امام محمد میں "قبر نبوی کی زیارت کے باب میں" حضرت مالک کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن دینار نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب مغرب جلاتے یا سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر النور پر درود و سلام بھیجتے دعا کرتے اور پھر گھر جاتے۔ عبدالرزاق نے اس روایت کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور مؤطا امام مالک میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

شیخ ابن تیمیہ کی سوانحی اور معاصر علم کی گرفت

بندہ ضعیف، یعنی حضرت مولانا مفتی صدیق الدین دہلوی (کتاب ہے کہ اس

مسئلہ پر ابن تیمیہ کے اقوال اس کے پیروکار صبح و شام ذکر کرتے رہتے ہیں (ایسے مکروہ) اقوال ابن تیمیہ کے علاوہ علماء اہلسنت میں سے کسی نے نہیں کہے۔ بلکہ اس کے قائلین کو لَقَدْ جُنْتُ شَيْئًا فُكْرًا کی تہدید و ترہیب سنائی۔ ابن تیمیہ نے ایسے مقام میں ایسے نامناسب کلمے استعمال کئے ہیں جنہیں بہ طریق نقل بھی زبان پر لانا اور ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے اس کے باوجود اس کی تصنیف "صراط مستقیم" اور دیگر رسائل ہندوستان اور دیگر بڑے شہروں میں پھیل گئے ہیں۔ ابن تیمیہ کے متبعین کا ایک نہایت ہی قلیل کردہ شہروں میں ان نازیبا اور ناشائستہ کلمات کی اشاعت کر رہا ہے اگر ان لوگوں کو عوام پر غلبہ ہو گیا تو انہیں جادہ صواب و استقامت سے ہٹا کر ضلالت اور گمراہی کے میدان میں لے آئیں گے اس لئے عوام کے عقائد کو ضلالت اور گمراہی سے بچانے کے لئے ابن تیمیہ کے مختصر حالات تحریر کئے ہیں۔ تاکہ عوام الناس پر حقیقت واضح ہو جائے۔

امام محمد برسی اپنی کتاب "اتحاف اہل العرفان برؤیۃ الملائکۃ والجان" میں فرماتے ہیں ابن تیمیہ نے بہت بڑی جسارت کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کی طرف زیارت کے لئے مفرحرام ہے اور اگر کسی نے قبر نبوی کی زیارت کے لئے سفر کیا تو گناہ کی وجہ سے اس سفر میں نماز قصر نہیں کرے گا اور اس مسئلے میں زبان درازی کا ایسا مظاہرہ کیا جس کی سماعت سے کان عاجز اور طبیعت متفرق ہوتی ہے۔ اور پھر ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات و جو تمام کمالات کی مستحق ہے پرانگشت نمائی کی۔ اس کی جلالت اور کبریائی کی چادر کو تار تار کیا۔ اس کے لئے جہالت و تحجیم ثابت کی۔ جو کہ اس کی عظمت و کمال کے منافی ہے اس (جہالت و تحجیم) کے منکرین کو گمراہ اور گناہ گار قرار دیا۔ ان مسائل کو منبر و محراب میں بیان کیا (مسلمانوں میں فتنہ اور شورش برپا کرنے کے لئے) اکابر و اصاغر میں ان کا ذکر عام کیا مسائل کثیرہ میں ائمہ مجتہدین کی مخالفت کی۔ خلفاء راشدین پر گھٹیا قسم کے اعتراضات کئے جس کی وجہ سے علماء امت کی نگاہوں سے گر گیا۔ ائمہ و ائمہ عوام میں بھی ناپسندیدگی سے دیکھا جانے لگا۔ علماء امت نے اس کے عقائد و فاسدہ کا تعاقب کیا اور اس کے دلائل کا سدھ کو رد کر دیا اور اس کی

ان لغزشوں کے معائب اور اوہام کے نقصانات بیان کئے محقق ہمیشی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابن تیمیہ پر اس شخص کو مقرر فرمایا جن کی علمیت و جلالت اور صلاحیت و دیانت پر اجماع و اتفاق ہے یعنی مجتہد محقق، نقاد مدنیق امام تقی الدین سبکی قدس سرہ جنہوں نے اس کے رد میں ایسی تالیفات کیں جنہیں لوح قلب پر آب زر سے لکھا جائے اور اکسیر سے خریدا جائے۔ غرضیکہ نہایت ہی مفید ہیں ان کے واضح دلائل ہمیشہ رہیں گے اور ان کے فائدے کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسلام کی طرف سے بہترین جزائے اور تمام مصائب و بلیات سے محفوظ رکھے۔ حضرت شیخ احمد قسطلانی لکھتے ہیں قبر نبوی کی زیارت کے مسئلہ میں ابن تیمیہ کو اختلاف ہے۔ اور ان سے عجیب چیز مشہور ہے کہ وہ قبر نبوی کی زیارت کی طرف شدہ حال سے منع کرتے ہیں اور یہ کام خلوص نیت سے نہیں بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے کرتے ہیں اور اس کا رد حضرت شیخ تقی الدین سبکی نے "شفاء العزائم" میں کھیل ہے جس سے مسلمانوں کے دلوں کو شفا ملتی ہے امام عالم، علامہ، افضل محققین و محدثین شیخ محمد انشانی باب "الدلیل علی مشروعیۃ السفر و شد الرحال لزیارۃ میدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" میں لکھتے ہیں یہ حدیث اس شخص کا رد کرتی ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ قبر نبوی کی طرف شدہ حال گناہ ہے۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ قبر نبوی کی زیارت کے مؤکد ہونے پر اجماع ہے اور حدیث لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد اس پر حجت و دلیل ہے۔ کیونکہ علماء کرام کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے اپنے آپ پر نذرانی کہ وہ ان مساجد ثلثہ میں سے کسی ایک میں نماز ادا کرے گا تو اس پر لازم ہے کہ اپنی نذر پوری کرے۔ مگر دوسری مساجد کے بارے میں یہ حکم نہیں ہوگا۔

سُبْحَانَ اللَّهِ! اگر کسی نے یہ کہا کہ قبر نبوی کی طرف سفر گناہ ہے تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جرات کی ہے یہ کلام تو ہین اور سؤ ادب سے علی ہوئی ہے میری دانست میں کوئی ایسا اہل علم نہیں جس نے تجارت اور دیگر دنیاوی اغراض کے لئے جواز سفر اور شدہ حال میں اختلاف کیا ہو۔ جب یہ دنیاوی سفر جائز ہیں۔

تو قبر نبوی کے لئے سفر بہ درجہ ادنیٰ جائز ہے کیونکہ اس کا تعلق آخرت سے ہے بلکہ یہ عظم الاعراض الاخریہ ہے اور ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ کسی عالم نے آخر دی عرض کے لئے سفر کے جواز اور شدہ حال میں اختلاف کیا ہو۔ جیسے مخلوقات الہیہ اس کی کاریگری کے آثار عجائب ملکوت اور نوپیدا اشیاء میں غور و فکر کے لئے سفر کرنا ہے ان سفروں کے جواز پر قرآن حکیم کی بے شمار آیات دلالت کر رہی ہیں اور ان ہی اسفار میں قبر نبوی کی زیارت کے لئے سفر بھی شامل ہے۔

امام تقی الدین سبکی، شیخ کمال الدین بن زملکانی، شیخ داؤد ابوسلیمان (صاحب کتاب الانتصار)، اور ابن جملہ وغیرہم ائمہ کرام نے اس مسئلے میں کتابیں لکھی ہیں۔ شیخ تقی الدین سبکی نے ابن تیمیہ کا رد بلیغ کیا اور فرمایا کہ ابن تیمیہ ایسی مکروہ اور بری چیز میں گرا جسے دریا بھی پاک نہیں کر سکتے۔

حضرت شیخ احمد قسطلانی شرح بخاری میں باب "فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکہ و مسجد المدینہ" میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا تشد الرحال اور اس میں ہنہی کے معنی میں نفی ہے یعنی لا تشد الرحال الی مسجد للصلوٰۃ فیہ الا الی ثلثہ مساجد المسجد الحرام مسجد الرسول و مسجد الاقصیٰ ثم شدہ حال ہنہی کرتے کسی مسجد میں (فضیلت) نماز کے لئے مگر تین مسجدوں کی طرف، مسجد حرام مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ گزشتہ ادراک میں "شدہ حال" کی بحث میں ہم مخالفین کے اعتراضات کا رد کر چکے ہیں۔

معتقد ہیں ہے کہ حضرت ابوسعید سے مروی حدیث جو کہ مسند امام احمد میں اسناد حسن سے مروی ہے، مرفوع ہیں ہے یعنی کسی سوار کے لئے مناسب نہیں کہ وہ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور اس مسجد نبوی کے علاوہ کسی دوسری مسجد کی طرف شدہ حال کرے۔ اور اس مسئلہ میں ابن تیمیہ کا قول کہ اس سے "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت سے منع کا حکم ہے" ان مسائل قبیمہ میں سے ہے جو اس سے منقول ہیں۔ امام محمد بن یوسف مدنی بغتۃ المراتح الی طلب الریاح میں حضور علیہ الصلوٰۃ

و السلام کی قبر کی زیارت کے فضائل کے بعد لکھتے ہیں۔ تمام سے یہی منقول ہے اور یہی ظاہر ثابت ہوتا ہے میں نے اس کا ذکر اور اس پر گفتگو اس لئے کی ہے کہ ہم اے زمانے کے بعض لوگ اس کے خلاف باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قبر نبوی کی زیارت حرام اور مکروہ ہے اور اس سفر میں "قصر صلوٰۃ" بھی جائز نہیں۔ اور ان لوگوں نے یہ مسئلہ حدیث لا تشد الرحال سے سمجھا اور یہ لغزش عظیمہ اور قول قبیحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور انہیں معاف فرمائے اس حدیث سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے حالانکہ اس حدیث میں دیگر مساجد کے بارے میں نفی یا اثبات سے تعین نہیں کیا گیا۔ اس کا معنی تو یہ ہے کہ جب کوئی (مساجد ثلاثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف شدر حال کی) نذر مانے تو شدر حال واجب نہیں یا جب کوئی (مساجد ثلاثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف شدر حال کی) نذر نہ مانے تو ان مساجد کی طرف شدر حال مستحب نہیں۔ کیونکہ مساجد ثلاثہ کے علاوہ تمام مساجد فضیلت میں برابر ہیں۔ مساجد ثلاثہ کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف نذر پوری کرنے کے لئے جانا لازمی نہیں اور مساجد ثلاثہ کی طرف نذر پوری کرنی واجب ہے۔ اور کلام تو صرف مساجد کے بارے میں ہو رہی ہے۔ زیارت قبور سے تو اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کی زیارت کا منع ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ بلکہ بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ یہ حدیث قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارۃ کا اشتیاق پیدا کر رہی ہے اس میں قبر نبوی کی زیارۃ کا حکم اور اس کی طرف کوچ کرنے کا امر ہے۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان مساجد کے شرف و فضیلت پر تنبیہ کی ہے اور رُئے زمین پر یہ مبارک مقامات اپنی عظمت و شرف کی وجہ سے افضل ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد آخر المساجد ہے اسی وجہ سے یہ عظمت حاصل ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں "خاتم الانبیا" ہوں اور میری مسجد "خاتم المساجد" ہے اور یہ اس کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کی زیارت کی جائے اور اس کی طرف سفر کیا جائے۔ تو جب مسجد کی طرف جانا مطلوب و مقصود ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی قبر انور کی زیارت بہ درجہ اولیٰ مطلوب ہے اور ایک مسلمان اس ہستی کی قبر کی زیارت سے کب رک سکتا ہے جو مخلوق خدا میں سب سے افضل ہیں۔ جن کا مرتبہ عند اللہ سب سے بلند ہے جن کی محبت اللہ تعالیٰ نے فرض عین قرار دی جن کا شکر اور حق لازم بین ہے، جن کا احسان شامل ہے فضل کامل اور انعام سابق ہے جن کی وجہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی معرفت ہوئی، جو تمام خلق اور جہانوں کے سردار ہیں جو شمس ہدایت کے مطلع اور ایمان کے منبع ہیں۔

ابن ہبیرہ نے اپنی کتاب "اتفاق الائمہ" میں لکھا ہے کہ امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم قبر نبوی کی زیارت کے "افضل المندوبات" ہونے پر متفق ہیں۔ ان تمام اقوال کا لب لباب یہ ہے کہ قبر نبوی کی زیارت بنفسہ عبادت مطلوب ہے غیر سے تعلق کی بناء پر نہیں کہ وہ ارادہ سے منفرد ہو جائے اس لئے اس کی طرف شد و حال کرنا بڑی اطاعت اور افضل عبادت ہے۔

ابن تیمیہ قاضی القضا کے دربار میں

ابن تیمیہ کے مختصر حالات کا بیان کتب معتبرہ مثلاً تاریخ علامہ بکری اور تاریخ نویری میں اس طرح ہے کہ ابن تیمیہ کی زبان درازی حد سے بڑھ گئی اللہ تعالیٰ کی صفات جلالیہ اور جمالیہ میں اختلاف کیا اور اس مسئلہ میں اس کے بے ہودہ اقوال کی جب اشاعت ہوئی تو علماء عصر اور فضلاء نے مہر نے اس فتنہ و فساد کو ختم کرنے کی کوشش کی اور بادشاہ وقت سے ابن تیمیہ کے عقائد فاسدہ کی بنائپر، قتل یا قید کرنے کی اپیل کی چنانچہ مہر شہر میں ابن تیمیہ کو لایا گیا اور ۷۰۵ھ کو مدرسہ کاملیہ میں ایک اجتماع کا انعقاد کیا گیا اور اس اجتماع کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ابن تیمیہ کے ایک معتقد عبد الرحمن عینوسی حنبلی اس کے چند فتوے لئے مصر میں آیا۔ جب قاضی شمس الدین بن عدلان نے ان فتوؤں کو دیکھا تو اکثر مقامات کو قابل اعتراض دیکھ کر قاضی القضا شیخ زین الدین مالکی کی خدمت میں پیش کیا قاضی القضا نے ان کی اصلی

ہونے کا ثبوت مانگا تو قاضی شمس الدین نے ایک جماعت کو پیش کیا جس نے شہادت دی کہ یہ فتوے ابن تیمیہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔

قاضی القضا زین الدین مالکی نے امیر الامر کے سامنے دجن کو ان کے ابن تیمیہ کے قلم سے لکھے ہوئے ہونے میں شبہ ستھا، حقیقت حال واضح کی چنانچہ ابن تیمیہ کو دار النیاء قلعہ جبل مصر میں بلایا گیا اور اس اجتماع میں قاضیوں، مفتیوں اور امرا کی ایک جملعت موجود تھی۔ قاضی القضا شیخ زین الدین مالکی تھے۔

قاضی شمس الدین بن عدلان نے ابن تیمیہ پر دعویٰ کیا کہ وہ اپنے عقیدہ کا اظہار کرے قاضی القضا نے ابن تیمیہ کو حکم دیا کہ وہ جواب دے۔ ابن تیمیہ کھڑا ہوا اور خطبہ پڑھنے کے بعد ادھر ادھر کی مانگنی شروع کر دیں۔ حاضرین نے کہا جس چیز کا تم پر دعویٰ کیا گیا ہے اس کا جواب دو اس نے کہا میں کیا کہوں۔ یہاں سب لوگ میرے دشمن ہیں غرضیکہ جب اس نے کوئی جواب نہ دیا تو قاضی القضا شیخ زین الدین مالکی نے اس کی قید کا حکم دیا چنانچہ اسے برج میں قید بامشقت دی گئی اور بادشاہ اسلام نے اہل دمشق کو ابن تیمیہ کے بارے میں مندرجہ ذیل مکتوب روانہ کیا۔

بادشاہ کا مکتوب اہل دمشق کے نام

سب تعریفیں اس رب ذوالجلال کے لئے ہیں جو شبیبہ و نظیر سے پاک اور منیل سے بلند ہے۔ جیسا کہ اس کا ارشاد لیس کلمات شہداء دھوا السیمع البیر۔ ہم اس کے اس احسان پر اس کی حمد کرتے ہیں کہ اس نے کتاب و سنت پر عمل کا الہام کیا اور شک و ارتیاب کے ایام کو ہم سے دور کیا۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیللا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اس شخص کی شہادت جو اخلاص کے ساتھ حسن عاقبت کی امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ستیج سے پاک کیا اس کا ارشاد ہے۔ دھو معکم این ما کنتم واللہ بما تعلمون یغفر۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ نے اچھی راہ اختیار کرنے والوں کے لئے سبیل نجات

کو واضح کیا۔ الا اللہ میں تدبیر و تفکر کا حکم دیا اور اس کی ذات میں تفکر سے منع کیا۔
 درد ہوں آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جن کی کوششوں اور کادشوں سے ایمان
 کی چوٹیاں بلند ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے دین حنیف کے اصولوں کو بلند اور مضبوط کیا۔
 اہل بعد۔ عقائد شرعیہ، قواعد اسلامیہ، ارکان ایمان اور دین کے پسندیدہ طریقے
 ہی وہ اساس ہے جس پر بنیاد کھڑی کی جاتی ہے اور ہر تادیل کرنے والا ان کی طرف
 رجوع کرتا ہے، اور جو شخص اس راہ پر چلے گا اسے بہت بڑی کامیابی حاصل ہے۔ اؤ
 جس نے اس راہ سے رد گردانی کی تو وہ عذاب الیم کا مستحق ہوگا اس لئے ضروری ہو گیا
 کہ احکام اسلامی کا نفاذ کیا جائے، ہمیشہ کے لئے انہیں مضبوط و مستحکم کیا جائے امت اسلامیہ
 کے عقائد کو اختلاف سے بچایا جائے۔ ائمہ کرام کے اصول و ضوابط کو ضائع نہ ہونے دیا جائے
 بدعات کے اساطین کو گرایا جائے۔ اور جو امت کی اجتماعیت کو پرانگندہ کر رہا ہے اسے
 جدا (تید) کر دیا جائے۔

اس دور میں ابن تیمیہ بدبخت نے ”زبان قلم“ کو وسیع اور عنان گفتگو کو دراز کرتے
 ہوئے مسائل قرآن اور صفات باری تعالیٰ میں جدت کی اور امور منکرات پر اظہار یقین
 کیا اور ان مسائل میں گفتگو کی جن میں صحابہ اور تابعین نے خاموشی کو ترجیح دی اور ان سے
 چیزوں کو جائز قرار دیا جنہیں سلف صالحین مکروہ سمجھتے تھے اور وہ مسائل سامنے لائے
 جنہیں علماء اسلام نے نہ صرف ناپسند قرار دیا بلکہ ان کے خلاف جلیل القدر ائمہ اسلام کا اجماع
 ہے اور اس کے ایسے فتوے بلاد اسلامیہ میں عام ہوئے جن سے عوام خوفزدہ ہوئے۔

چنانچہ علماء عصر نے جن میں شام اور مصر کے فقہا شامل ہیں ان مسائل میں اس
 کی مخالفت کی ابن تیمیہ نے اپنے رسائل تمام شہروں میں پھیلا دیئے اور اپنی کتابوں کو،
 ”اَسْمَاءُ اُنْزِلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰن“ سے موسوم کیا اور اس کی کتابیں اور متبعین ہم
 تک بھی پہنچے اور اس کے احوال کو بیان کیا اور اس کے عقائد فاسدہ کی اشاعت کی اؤ
 ہمیں اس بات کا علم بھی ہوا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے حرّ، آداز اور جہم ثابت
 کیا ہے تو ہم اللہ جل جلالہ کے حقوق کی پاسداری کے لئے کھڑے ہوئے اور باطل سے

پرستوں کے قول کی مذمت کرتے ہیں آیتہ کریمہ تِلَادَتِ کرتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ تَعَالٰی
عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ اپنی نظیر اور مثیل سے پاک ہے۔ لَا تَدْرُکُ الْاَبْصَارُ وَہُوَ
یَدْرُکُ الْاَبْصَارَ وَہُوَ الْغَلِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ درجیب ہمیں اس کے ان عقائد فاسدہ کی
اطلاع ہوئی تو ہم نے اربابِ حل و عقد، اصحابِ تحقیق و نقد، ائمہ دین، علماء کبار،
قاضیوں اور فقہا مسلمین کا ایک اجتماع بلایا اور اس میں عوام کو بھی شریک کیا چنانچہ
اس اجتماع میں ابن تیمیہ کی طرف منسوب مسائل کو اس کی قلمی تحریروں سے ثابت
کیا جو کہ اس کے عقائد فاسدہ پر دلالت کر رہی تھیں وہ اپنے عقیدہ فاسدہ کا انکار
کر رہا تھا مگر اس کی قلمی تحریروں نے گواہ کا کام دیا۔

اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ کوئی شخص ابن تیمیہ کی راہ اختیار نہ کرے اس
کے عقیدہ تشبیہ سے دور رہے جس نے ائمہ اسلام کی رائے سے خروج کیا۔ علماء اُمت سے
اپنا راستہ الگ کیا اللہ تعالیٰ کے لئے جہت ثابت کی۔ حَیْثُ اُوْکِیْفَ سے اللہ تعالیٰ
کے بارے میں سوال کیا۔ اس کا علاج ہمارے پاس ”تلوار“ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ہر شخص
کو اس حد پر رک جانا چاہیئے۔ وَیْلَہُمُ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَہُمْ یَعْبُدُوْنَ اور حنبلیوں میں
سے ہر شخص کو ان تمام عقائد سے رجوع کرنا شبہات شدیدہ سے خروج کرنا لازمی ہے
جنہیں ائمہ کرام نے مکروہ سمجھا ہے اور جن مذاہب اہل ایمان سے اللہ تعالیٰ نے واسطی
کا حکم دیا ہے ان سے وابستہ رہنا۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کی اس نے صراط
مستقیم کو گم کیا۔ ایسے آدمی کا علاج ”طویل اسیری“ ہے اور اس کی کوئی سفارش بھی قبول
نہیں ہوگی۔

دشمن اور شام کے تمام شہروں کے باسیوں کے لئے ہمارا یہ بڑا تاکید اور سخت حکم
ہے کہ جس نے ابن تیمیہ کی اتباع کی اسے وہی سزا دی جائے گی جو ابن تیمیہ کو دے چکے
ہیں اور جو لوگ اس کی اتباع پر مصر ہیں انہیں مدد و اس اور اعلیٰ مناصب سے فوراً
الگ کر دیا جائے۔ ایسے لوگوں کے لئے ہمارے ملک میں کوئی عہدہ نہیں ہے نہ قضا نہ
امامت، نہ شہادت نہ ولایت، نہ مرتبہ نہ اقامت، ہم نے اس بدعتی کی دعوت اور اس

کے عقیدہ باطل کو ختم کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ میرا یہ حکم (اجتماعات میں) منبروں پر سنایا جائے تاکہ زیادہ نصیحت اور زیادہ عتاب کا باعث ہو۔

ابن تیمیہ کی توبہ اور رہائی

جب بادشاہ کا یہ حکم نامہ دمشق پہنچا تو مساجد میں اجتماعات کے دوران (منبروں پر) سنایا گیا۔ ہر گلی و کوچہ میں اس کا اشتہار اعلان کیا گیا۔

اور ابن تیمیہؒ تک قلعہ جبل میں اسیر رہا۔ بعد ازاں اکابر و امرا کی سفارش سے خلاصی ہوئی اور مصر کے جلیل القدر ائمہ کرام کی ایک جماعت کے سامنے اہل حق کے خلاف اپنے عقیدہ سے توبہ کی اور امام اشعری کی کتاب اپنے سر پر رکھ کر یہ اقرار کیا کہ میں اشعری ہوں اور قاہرہ میں ابن شقیر کے گھر اقامت گزریں ہو گیا۔

توبہ شکنی اور گرفتاری

کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ صوفیہ کرام کی ایک جماعت شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ اسکندری کی محبت میں نائب سلطنت کے پاس آئی اور کہا کہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ اولیاء کرام کے بائے میں دل آزار گفتگو کرتے ہیں۔ اور وسیلہ کو نبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کے بائے میں علماء امت کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ ابن تیمیہ کو قاضی بدر الدین زردادی کی عدالت میں بلایا گیا اور اس کے اعتقاد کے بائے میں دعویٰ کیا گیا شیخ شرف الدین بن صابونی اور شیخ علاء الدین قونوی نے گواہی دی (ثبوت جرم کے بعد) ابن تیمیہ کو دوبارہ قید کر دیا گیا پھر اطلاع ملی کہ ابن تیمیہ کے پاس ایک عجات آتی ہے وہ ان کے سامنے دعوٰی کہتا ہے اور دوران دعوٰی ایسی حکایات بیان کرتا ہے جو اس کے عقیدہ سابقہ کی تائید میں ہوتی ہیں ان وجوہات کی بناء پر اسے "تخرس کنندہ" بھیجا گیا اور اس کی کڑی نگرانی کی گئی۔

رہگانی اور قاہرہ میں قیام

حتیٰ کہ دولت ناصر یہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے تیسری دفعہ سلطان کے حضور میں ابن تیمیہ کی رہائی کی درخواست کی (غالباً سلطان نے توبہ کی شرط لگائی) (اس لئے ابن تیمیہ کو دربار میں حاضر کیا گیا، قاضیوں اور علماء کا ایک جم غفیر بھی موجود تھا، قاضی القضاۃ شیخ زین الدین نے ابن تیمیہ سے کہا کہ اپنے عقیدے سے توبہ کرو اور وعدہ کرو کہ اس کی اشاعت نہ کرو گے چنانچہ ابن تیمیہ نے توبہ کی اور مجلس برخاست ہو گئی اور قاہرہ میں اقامت گزری ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد قاہرہ سے شام میں آیا اور شام کے حالات تفصیل سے کتب تاریخ میں مذکور ہیں۔

ابن تیمیہ کی گرفتاری پر علماء کی آراء

صاحب الاتحاف لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ پر یہ تمام مصائب و مشکلات اس لئے آئے کہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی پر حرأت کی اور بے جا حملے اسی طرح شیخ ابو محمد عبداللہ دینانی نے اپنی مشہور کتاب "مرآۃ الجنان" میں ۷۰۵ھ میں ابن تیمیہ کی فتنہ کا ظہور، اس کے لئے مجالس کا انعقاد، اس کے اسیر ہونے، اس کے عقیدہ کا بیان اور اعلان و مشق وغیرہ چیزوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور واقعہ کے آخر میں لکھتے ہیں: ثُمَّ نُؤَدِّي بِدَمِشْقٍ وَغَيْرِهَا مَنْ كَانَ عَلَى عَقِيدَةِ ابْنِ تَيْمِيَّةٍ حَلَّ مَالِهِ وَدَمِهِ يَنْحَرُ دَمِشْقٍ وَغَيْرِهِ فِي اَعْلَانٍ كَمَا كَانَتْ ابْنِ تَيْمِيَّةٍ كَيْفَ عَقِيدَةٍ عَلَيْهِ سَبِيحٌ اس کا مال اور خون حلال ہے۔

لطیفہ

ایک آدمی نے ابن تیمیہ کے ایک معتقد سے سوال کیا کہ اگر سید کا ثنات، ہادی راہ نجات صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کے لئے سفر کرنا گناہ اور حرام ہے تو ان فرشتوں

کا قیامت کے روز کیا حال ہو گا جو ہر روز ستر ہزار کی تعداد دور دراز سے سفر کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مطہرہ و مقدس پر حاضر ہوتے ہیں اور مزار سرا یا انوار کا طواف کرتے ہیں اور درود سمجھتے ہیں جیسا کہ ”شکوۃ المصابیح“ کی حدیث میں ہے کہ حضرت منبہ بن دھب سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر ہوا تو حضرت کعب نے فرمایا کوئی دن ایسا طلوع نہیں ہوتا مگر اس میں ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انوار طواف کرتے ہیں اپنے پردوں سے قبر انور کو جھڑتے ہیں اور آپ پر درود سمجھتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے اور وہ واپس ہو جاتے ہیں اور پھر درود روزانہ ہی فرشتے اترتے ہیں اور جو کچھ انگوٹوں نے کیا ہے وہ کچھ یہ بھی کرتے ہیں۔

ابن تیمیہ کے معتقد نے کہا !۔ فرشتوں کے لئے عذاب نہیں ہے۔
سائل نے کہا !۔ جب فرشتے آسمان سے زمین پر آتے ہیں تو ارتکاب گناہ کر لیتے ہیں تو پھر عذاب کیوں نہیں ہوگا۔

ابن تیمیہ کے معتقد نے کہا !۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتے ہیں۔
سائل نے کہا !۔ تو آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے آتے ہیں اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی اطاعت ہے۔ ”کما فی القرآن العلیکم من یطع الرسول فقد اطاع اللہ“

اتنی سی گنتی کے بعد ابن تیمیہ کا معتقد و متبع مبہوت ہو کر خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيْدًا كِي تَشْرَحَ وَتُوضِحَ

ابن تیمیہ نے صراط مستقیم میں حضرت امام زین العابدین کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک آدمی روزانہ قبر نبوی کی زیارت کے لئے حاضر ہوتا تھا حضرت علی بن حسین نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔ تجھے کس چیز کی کشش یہاں لائی ہے اس نے عرض کیا۔ مجھے حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام پیش کرنے کی کشتیں یہاں لائی ہے تو آپ نے فرمایا مجھے میرے والد ماجد اور انہیں حضرت علی نے یہ حدیث سنائی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "لا تجعلوا قبری عیداً" اور مسند ابویعلیٰ میں ہے کہ حضرت علی بن حسین نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر النور پر حاضر ہونے کے لئے اس کھڑکی سے اندر گیا جو قبر کے بالکل پاس تھی (اور قبر کے پاس جا کر) دعا کی آپ نے اسے رد کا اذ فرمایا میں تجھے ایک حدیث سناتا ہوں جو مجھے میرے والد ماجد اور انہیں حضرت علی نے سنائی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا تتخذوا قبری عیداً۔ اور حضرت سہیل بن سہیل سے مروی ہے کہ میں قبر نبوی پر سلام کے لئے حاضر ہوا، حسن بن حسن نے مجھے دیکھ لیا اپنے پاس بلایا اور فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھ کو قبر کے پاس دیکھ رہا ہوں میں نے عرض کیا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام پیش کرنے کی غرض سے یہاں کھڑا ہوں۔ آپ نے فرمایا جب آگے ہوں تو سلام پیش کر لو۔ اور فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا تتخذوا قبری عیداً۔

ابن تیمیہ نے ان روایات سے قبر النور کے پاس دعا کے امتناع اور مسجد کے علاوہ دوسرے مقامات میں داخل ہوتے وقت (جب کہ مکان خالی ہو) سلام کرنے سے امتناع پر استدلال کیا ہے اور اہل بیت اطہار کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ۔

اہل بیت کے افضل تابعین حضرت علی بن حسین نے اس شخص کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کے پاس دعا کرنے سے منع کیا اور وہی اس حدیث کے راوی ہیں اور انہیں اپنے والد اور انہیں حضرت علی اور انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس حدیث کو سنا اور وہ اس کے معافی و مفاہیم دوسروں سے اچھے جانتے تھے اور ساتھ ہی یہ چیز بھی واضح ہو گئی کہ وہاں دعا وغیرہ کو قبر نبوی کو عید بنانے کے مترادف ہے اور ان کے چچا زاد بھائی حضرت حسن بن حسن جو کہ اہل بیت کے سردار تھے بھی اس چیز کو مکروہ اور ناپسند سمجھتے تھے کہ کوئی شخص مسجد کے بغیر سلام کے لئے قبر نبوی وغیرہ کا قصد کرے اور حسن بن حسن بھی اس بات کو قبر نبوی کو مقام عید بنانے کے مترادف سمجھتے تھے اور

دیکھئے فائدان اہل بیت میں یہ طریقہ کار کس طرح جاری رہا۔ اور یہی لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب النیب اور قریب البیت تھے اور یہی لوگ دوسروں سے زیادہ قریب تھے اس لئے یہ چیزیں انہیں محفوظ تھیں۔

ان احادیث سے یہ استدلالات ابن تیمیہ کی کمال بد عقیدگی پر دلالت کر رہے ہیں ہمارے علما کرام کثر ہم اللہ وجعل سحیہم مشکور نے تصریح کی ہے کہ اگر ان روایات کو درست سمجھی تسلیم کر لیا جائے تو اس سے قبر نبوی کے پاس زیادہ وقت قیام کرنا اور ٹھہرنا منع ثابت ہوتا ہے نہ کہ قبر نبوی کی نفس زیارت کا امتناع ثابت ہوتا جو حقیقت میں افضل ترین سعادت اور ذریعہ نجات ہے اور ادب و تعظیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہاں زیادہ دیر تک قیام نہ کیا جائے کیونکہ زیادہ قیام کی وجہ سے ضروریات انسانہ سے امتراز مشکل ہے۔

حضرت امام مالک

اسی لئے حضرت امام مالک نے تمام مسلمانوں کے لئے عموماً اور اہل مدینہ کے لئے خصوصاً قبر نبوی کے پاس "کثرت اقامت" کو مکروہ قرار دیا ہے۔

امام تقی الدین سبکی

امام تقی الدین سبکی فرماتے ہیں "کثرت وقوف" اکثر اوقات سزا دہی کا سبب ہو جاتا ہے اور "حجاب عظمت" کو اسٹھا دیتا ہے۔ غالباً اسی لئے بعض علما کرام نے قبر نبوی کی زیارت کے لئے "کثرت وقوف" اور "مسلسل قیام" اور وہاں زیادہ آنے جانے کو جائز نہیں سمجھا اور بعض علما کرام نے حضرت عبد اللہ بن عمر کے عمل کو سند قرار دیتے ہوئے اسے جائز بھی کہلایا بغیۃ المتراجم میں حضرت نافع سے روایت ہے کہ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُسَلِّمُ عَلَى الْقَبْرِ رَائِيَةً فِي الْيَوْمِ مِائَةً مَرَّةً وَكَثْرَ يَجْعَلِي إِلَى الْقَبْرِ فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السلام

علی ابی بکر السلام علیٰ ابیہما حضرت عبداللہ بن عمر کو میں نے قبر نبوی پر ایک دن
میں سو مرتبہ سلام کے لئے حاضر ہوتے دیکھا وہ اکثر اوقات قبر پر سلام کے لئے حاضر ہوتے
اور کہتے یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر سلام ہو اور رحمتیں اور برکتیں
نازل ہوں، سلام ہو ابو بکر پر، سلام ہو میرے والد مکرم پر۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس حدیث کی تحقیق اس طرح فرمائی
ہے کہ غالباً ان ائمہ دین نے اس شخص کو حد اعتدال سے تجاوز کرتے ہوئے یا تکلیف
و تصنع کرتے ہوئے دیکھا اس لئے اس عمل سے منع کیا۔ طوابع الانوار شرح الدر المختار
میں قاضی اسماعیل سے منقول ہے کہ یقیناً اس آدمی نے حد سے تجاوز کیا اس
لئے ان حضرات نے اسے منع کیا۔ اور امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے کہ قبر نبوی
کے پاس، کثرت قیام "مکروہ ہے۔ اس سے قبر نبوی کی زیارت کا انکار اور امتناع
ثابت نہیں ہوتا۔ یا ان ائمہ کرام کا مقصود یہ تعلیم دینا تھا کہ سلام دو سے بھی پہنچ
سکتا ہے اس میں "کثرت وقوف" کی ضرورت و حاجت نہیں ہے اور امام سبکی نے
لا تجلوا قبری عید کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ اس حدیث سے عید کی طرح
قبر نبوی کی زیارت کے لئے تخصیص اور تعین وقت کا امتناع ہے بلکہ تمام برس
اور تمام عمر زیارت کا وقت ہے اور عید سے تشبیہ سے مراد یہ بھی ہے کہ زیارت
کے لئے زیب و زینت کا اظہار اور اجتماع نہ کیا جائے جیسا کہ عید میں رواج ہے
بلکہ مناسب یہ ہے کہ زیارت اور دعا و سلام پر اقتصار کیا جائے۔

شیخ خطیب بغدادی

امام خطیب، حافظ ابو بکر بغدادی فرماتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ
جب بھی آتے ہیں لوگ ارد گرد سے جمع ہوتے ہیں اور گردہ گردہ ہو کر جلتے ہیں۔

تو یہ عیدیں بار بار آتی ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امت کو عیدین کے اجتماعات کی طرح اپنی قبر پر اجتماع سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ اہل کتاب کا طریقہ تھا کہ وہ انبیاء کرام کے قبور پر اجتماع کرتے تھے اور اس حدیث میں عید سے وجہ تشبیہ یہ ہے کہ میری قبر پر زیب و زینت اور تکلف سے نہ آؤ اور اجتماع نہ کرو۔

ابن تیمیہ کی دورنگی

اور ابن تیمیہ پر بڑا ہی تعجب ہے کہ اس مقام میں اپنے مدعا اور مقصود کے ثبوت کے لئے حضرات اہل بیت علیہم وعلیٰ آباءہم السلام کی بڑی تعریف و توصیف کی اور ”رد ووافض“ کے مقالات پر ان حضرات کے حق میں بڑی طعن و تشنیع کی۔ اور کہا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ”اولی الامر“ تھے اور اللہ تعالیٰ نے اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اولی الامر کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور اس کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے جس نے اولی الامر کے امر اور حکم کو ناپسند کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے امر اور حکم کو ناپسند کیا۔ علی اور فاطمہ نے اللہ تعالیٰ کے امر کو رد کیا اور اس کے حکم کو ناپسند کیا اور جس چیز میں اللہ تعالیٰ کی رضا تھی اسے مکروہ سمجھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان دینی حضرت ابوبکر اور عمر کی اطاعت سے راضی ہوتا ہے اور اولی الامر کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جس نے اولی الامر کی اطاعت کو مکروہ سمجھا اس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مکروہ سمجھا اور اللہ تعالیٰ ان حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی نافرمانی کو ناپسند کرتا ہے اور اولی الامر کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے جس نے اولی الامر کے نافرمانی کی اتباع کی اس نے اس چیز کی اتباع کی جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کو نظر انداز کر دیا۔

اس ابن تیمیہ کی طرف دیکھیں کہ کس طرح ”صغریٰ“ کبریٰ بنا کر نتائج نکال کر حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت علی مرتضیٰ کی شان اقدس میں زبان درازی کر رہا ہے جب کہ ان حضرات گرامی کی تعریف و توصیف میں احادیث صحیح بخاری

و مسلم میں موجود ہیں۔

ابن تیمیہ کے اقوال عجیبہ

اس کے علاوہ ابن تیمیہ کے مزید تعجب خیز اقوال ہیں۔ مثلاً امیر المومنین، حضرت عثمان بن عفان کے باپے میں کہا کہ وہ مال و دولت سے بڑی محبت کرتے تھے۔ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کا ایمان لڑکپن کی وجہ سے صحیح نہیں ہے (یعنی حضرت علی اس وقت بچے تھے اور بچے کی بات اور تصدیق کوئی معنی نہیں رکھتی) سن مچا کی احادیث ضعیفہ کو رد کرنا اور قبول نہ کرنا جیسا کہ شیخ ابن حجر نے "الدرر الكامنة" کی جلد اول میں ابن تیمیہ کے حالات میں لکھا۔ اس کا تفصیلی ذکر ہمارا موضوع نہیں۔ تاہم شیخ ابن حجر فرماتے ہیں۔ اِنَّا لَا نَعْتَقِدُ عِصْمَتَهُ بَلْ اَنَا اُخَالِفُ فِي مَسْأَلِ اَصْلِيَّةٍ وَفُرْعَانِيَّةٍ (ہم ابن تیمیہ کی عصمت کے قائل نہیں بلکہ میں نے اس سے اصول اور فروع میں اختلاف کیا) اور امام ذہبی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں فَهُوَ بَشَرٌ لَّهُ ذَنْبٌ وَخَطَا (ابن تیمیہ انسان تھا اس لئے اس کے گناہ بھی ہیں اور خطائیں بھی)۔

اور جب ابن تیمیہ کے غلط نظریات اطراف عالم میں مشہور ہوئے اور اپنے راہنما ابن بطہ حنبلی اور ابن عقیل سے چار قدم آگے بڑھایا اور اس کے ماننے والے ہر طرف سے تیر طامت کا نشانہ بنے تو ناچار حدیث لا تشد الرحال سے مرقد نبوی کی زیارت کو مستثنا کیا اس لئے کہ قبر نبوی کی زیارت کے حکم پر بے شمار احادیث صحیحہ موجود ہیں۔

ایک فقہی معالطہ

اور ابن تیمیہ کا وہ گروہ جو علم فقہ سے نابلد ہے کا قول یہ ہے کہ قبر نبوی کی زیارت کے لئے شدر حال استقلالاً اور اصالۃ ممنوع ہے اور مسجد نبوی کی

متابعت میں جائز ہے چنانچہ اگر کوئی شخص مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کرے تو مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرے اور اگر اس کی متابعت میں قبر نبوی کے زیارت کی نیت کرے تو کوئی حرج نہیں اور ان کم عقل لوگوں کی سوئے فہم کی علت بعض کتب فقہ کی یہ عبادت ہے۔ فَيَبْتَدُ أَبْزَلِيَّتَهُ لَا مَحَالَةَ وَلَيَنْوَمَعَهُ أَيْ مَحَجَّ قَصْدُ زِيَارَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زِيَارَةُ مَسْجِدِهِ الشَّرِيفِ كَمَا فِي الدَّرَالِ الْفَتْحِ اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ حج کے بعد مرقہ نبوی کی زیارت کا ارادہ کرے کہ حنفیہ کے جمہور مشائخ نے اس کام کو افضل مندوبات اور بعض نے قریب الواجب کہا ہے اور مناسب یہ کہ مرقہ نبوی کی زیارت کی نیت کے ساتھ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت بھی کرے۔ کیونکہ یہ مسجد ان مساجد میں سے ہے جن کے بارے میں حضور عَزَّوَجَلَّ صَلَّوْا وَسَلِّمُوا فرمایا لا تشدوا لہا لہا الا الی ثلثہ مساجد الخ اس لئے قبر نبوی کی نیت کے ساتھ مسجد نبوی کی نیت کو، عظیم الشان عمل سمجھنا چاہیئے۔

اس مذکورہ بالا عبارت کا مفہوم یہ نہیں کہ مرقہ نبوی کی زیارت کی نیت مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کے بغیر جائز ہی نہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ہمام کی تحقیق

امام ابن ہمام رحمہ اللہ کہ اکابر حنفیہ میں سے ہیں، کی تحقیق یہ ہے کہ قبر نبوی کی زیارت کے لئے جانا ہے تو صرف قبر نبوی کی نیت ادلی ہے۔ فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں۔

کہ اگر قبر نبوی کی زیارت کی نیت ہو تو مناسب یہ ہے کہ اس کے ساتھ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت بھی کرے۔ اس لئے کہ وہ ان مساجد میں سے ایک ہے جن کی طرف شدد حال کیا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ لا تشدوا لہا لہا الا الی ثلثہ مساجد الخ اور جب زیارت کے لئے متوجہ ہو تو راستہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے صلوٰۃ و سلام پیش کرے مگر اس بندہ ضعیف کے نزدیک ادلی یہ ہے کہ جب مدینہ

منورہ جانے کا ارادہ ہو تو صرف قبر نبوی کی زیارت کی نیت کرے اور جب اس سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ جائے تو جب اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ توفیق عطا فرمائے تو مسجد قبر نبوی اور مسجد نبوی دونوں کی نیت کرے۔ کیونکہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و عظمت ہے اور بظاہر یہ طریقہ اس حدیث کے مطابق ہو جائے گا کہ لَا يَبْعُدُ حَاجَةُ الْإِزَادَةِ الْحَدِيثُ۔

اختتام

ہم میں سے وہ شخص خوش نصیب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی حاضری کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور خوش نصیب وہ شخص جس نے حج بیت اللہ کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التعمیۃ والثناء کے شہر میں حاضری دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے احسان اور کرم سے ہمیں بھی یہ توفیق دے اور دنیا و آخرت میں آپ کی شفاعت نصیب فرمائے اپنی اطاعت کی توفیق دے، اپنے فضل سے بدعات اور قبیحات سے بچائے۔ بے شک وہ تمام اچھائیوں کا مالک ہے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں اشرف المخلوق حضرت محمد رسول اللہ پر جو ہماری سید و سر دار ہیں۔

علمائے اہلسنت و جماعت کی نایاب کتب کا عظیم الشان مرکز
قرآن مجید، کنز الایمان قرآن پاک اردو ترجمہ
اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت، تصوف، تاریخ، سوانح و تذکرے، لغت
اختلافی اور دیگر موضوعات پر دینی کتب کا عظیم الشان مرکز
دینی کتب بارعایت حاصل کر کے علمی ذوق کو فروغ دیں۔

لائبریری اور تاجر حضرات کے لئے خصوصی رعایت
آج ہی تشریف لائیے

حنفیہ پاک پبلیکیشنز کراچی

شہید مسجد۔ کھارادر۔ کراچی نمبر ۲

ووضع عنهم الاصر ولا غلال ورفع عنهم موجبات النكال والاكفال في نجاههم عن ابد العذاب
 لشفاعهم عن مضائق الاسكال تنبئين المحرام من الجبال وحمل بدة حيا آتيا على الجبال
 في الاسوال وماوى للصالحين الطيبين في الاجوال نديان باردة ضربة لطفها يس الذي
 اشرف اولى من البيت المحرام وعرش في الجبال لتعظيم والاجبال مزار ملائكة
 تنزل بتسكير كين باخذ والاصال كلام من اركبان الرجال من الرجال ربات النجبال
 بانقيض والانبها فشفيع لهم للتبقيث على القول الثابت عند حضور الاجبال عند انقضاء
 قتال القبر بالسوال بعد النشور يوم الرحف والزلزال يوم لا ينفع مال ولا دال ولا حميم ولا
 موال مساوات الله وتسميته عليه وعلى آله خير آل الذين من مسك بهم غير منظر ولا عا
 فقد ترك باوقى الجبال وصحبة الاخبار الاقوال للذين باجروا معه واخرجه الى الدنيا
 والاسوان الذين آووه وساعدوه بالنصر والاستبال بالسوف والنيال وتجهيم من الكا
 النبال لاسباب الله في النجبال الذي لو اتى الرسول عنده الله خيلا لا
 للرجال الفاروق الجلال الذي خلا الضلال عجب التمثال ذي النورين النال
 السجى المنفصال ذي القرنين والى الاولياء ومولى الموال سارت شمائل سارت صبا
 شمائل وبعده فقد انتهى الى منتهى المقال في شرح حديث لائس الرجال الذي منه
 ورنه من شهيد الرجال تحمل عنه الاعمال تساق اليه عماق الارض والسموات
 من الاحاديث بالاسناد والارتمال وتناجى نجباء مطايا النزال لنيل المعافاة والعارف
 بالتفصيل والاجمال حب الاخلاص الرضى بخلال الذي الزكي اخلاص القيمين الذين

لما كان الحال الباجل البجالي الفاضل الفضال الاشمل الاجل عن الاشال في الفضل والاشال
 هو انما هو لوى محمد صدر الدين خان بهادر لازل في بال اقبال غنى البال غنى الباصدر له
 الطول طول به وفي دوح العبد قدم وكعب على شرح الاله كل فضل صدر فله النص
 في سباق معالي فضل وفضل وارثا فضائل وفضل وندى حسن فعال احبى العاوى
 نعمها جبر اذا ما له سس اسنى ارس الاطلاع قد حل العقل الموا قبل التي عقل العقول بها
 كل عقل عدل بلا بدل فطور ما له نظر ساطر له سس لال تحت لاله انحصام وابت
 فاسنبه لواله لبال بلا لال عمن جلا عن وجه من الحى بالنظر البعيد الخور وسم النحل
 قد قال ذوق قال قول لم يدع قال لال قال قد لى بحال خطر المرحل الى ثرمى هو مبطل الاطلا
 بالابكار والاصال مشوى الشفيع عليه نية تحية حرم الشفاعة ذال الشقى العالى واثم
 جزا وعنا في كتب ذاك المبطل البطل وحسن في ثم دعى سقى الاقطار قطر الوابل المطال
 فحين البشيرة لطن من من على بال اصال استبشرت بطاعة سقي الشوق السجود
 باوصال بعد حانة البعد المطال والبائس اللئس انوال بعد استد المطال سكت
 كوشى الروض نلت مشوره يد ابن بال عن فم ابن بال فما ذا اصفت مما فيه من اسجام
 لقصه ببال حسن الا بقاء بيا جيرة وعيب فيها برامة الاستمالة بيان هو السحر
 المحال قد انت به الحق اى الخلال لفظ اعذب من الزلال ومعنى دعى لى كحل من
 العقال بربان وثقى عقلت به سس الله المسا ويرسى افعال نظم يرمى خطم اللال
 وديارة مع استيعاب ما جارى الاسفار من اقال خلت عنها الاسفار الطوال مع

والتحال لما يطول في افعال قد درولانا اننا نثبت من كشف جليلة الحال واصلها
وجود السر حال الى التنازع بالتحال حل عقد اني شد الرجال برها من حال مجال
اثبات ما حدث الى الحديث بالمحال فابطل ولانا ابطاله اي بطل لم يدر لمن ال
مجيد وسبيل الى السجد والاسجد الى السجد فبطل الفاعل اليهم ما نيل بالقوا من عصي حبال
مكروا كمرهم وعفا الله كمرهم وان كان كمرهم ليرول منه السجد يذوقه البيت به التقدير
بالارتحال لما يستحال بلا فكر مجال لما يعلم ولانا ما هي من الاكثار والاشغال
ولولنا بالبال من البلبال واشغني من اللال لافضي في الامال الى الامال بالنية
وعليه التحال الصلوة على خير من الله والى على خاصته من الصلوة والال بالضرر
فأطعن آل ضرب لراجل خيم على آل ويزرق لنا طريون من آل

صورة في هذه الفاتحة على الجليل الاديب جامع العلوم والسياد المولوي ابو محمد الشيبه
سنة الله والى المدارج العاليه رقا مفرطاً على به الرسالة

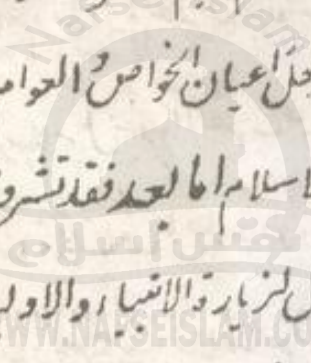
بسم الله الرحمن الرحيم

ان حسن بن محمد الاقلام وازين ياتوش به الكلام ثناء الملك العزيز العالم ذي الفضل
عزيز الانعام الذي رفع السموات بغير عمد ودام ردها الارض على الماء وآتوا السحاب
الاعلام فزال زلزالها وانكسها اي احكام جعل الملائكة اولي اجرة ثم ثلث ورابع
من النظام وخلق الانسان في جن قوام من نطقه شج رتور في الارحام ليعبد
والزكوة والصيام وشهد ان لا اله الا الله والرسول محمد صلى الله عليه وسلم

الركن العظيم والعام والآخر المأمور بالاستسلام ذي المروة والصفاء وشعر الكرام وزمزم
الدافع للجوع والادواء وسوا ذلك ^{أي بحر الاسود} وضيع الناس بركا وبدي لانام وام القرى
ادم ثم ابراهيم فبجان بن آسن بن آدي اليه وكفاك شابه الاكرام وهاجس بن
مستقيما بحود نوب الرية والاشام فطوبى لمن فبه هو ديا خاسر الاسلام وبشبه
زاره طيبا وتحملا بالاحرام فازرقنا ذلك عابلا يا ذا الجلال والاكرام وان افضل الوسا
الى النجاة والصلاح يوم القيام تكثير الصلوة والسلام على سيد البشوت من اشرف جبرائيل
لانام الى كافة العظام ^{منه} محب البدر التام وتتم سائر رساله وانما بانام الذي جعل تراب مرقه
شفا الاسلام وغبار سبي كل اعيان النواصي العوام وعلى اله مصابيح الظلام
اصحاب ائمة الاعلام وازمة الاسلام اما بعد فقد تشرف العبد المستهمل بطلعة سنه
المقال وكلام في شد الرجال لزيارة الانبياء والاولياء العظام الذي صنفه الامام
الهام وصنفه المولى العلامة الباني لمباني العلوم العقيدية والنقلية وستاذ علماء الانام
المتقدم في الشرف على المتقدمين مقدم المتأخرين في المقام ما من علم الا وقد وجد فيه
مقدرا لا يخل بالانظار والافهام ولا من فن الا وقد كشف معضلاته العويصة حيث
جعل معقولا كالمحيوات الضخام كيف لا وهو بحر كمال لا ساحل له ولا يدري للمقام
وسحاب فضل لا ينقطع فيضانه المستدام اكرم به من محيط للفضائل لا يحيط لبعده
الا انه لمنعام ولا يحزر لانواع علومه الا من يستفاد من ذلك البحر العظيم لا عودا
بقبيل الشمس من سبه رخصا يدفع به الظلام ولا عجب ان كعب القمر حجب سنار تيم

وغيره وقرأه في ابراهيم

ثم



به البه والنام المنصور في الطارح العلية على الله انحصار المفهوم بنبطة المعاصرين وسلمهم
 بالارام مولانا وسناذنا التيقام المولوي محمد صدر الدين خان بهار لازل استوفى
 بامره على السواد الاعظم ولايج استفيد مقتضى المرام فله دره من تحقيقات بدعية
 بجدها فكانها من الامام ولاش عشره من الاصل منسكبه مواويعه زتها فيا لها من
 الاستحكام كنهه من تقاض معان لم تبادل فيجوال الاعلام وعرائس بان بالحن ميسنها
 الا اذا رعد من خراج المضامين فخرج حده عن جوهها اللثام واكبار افكار لم ين
 المدرك العالي المقام فلا ادرك في حسان الكلام ام حور مقصورات في النجاس بل رسالهم
 تاج على منوالها الى به العام ومثاله لم يطفر له بهر له ام مثاها المستقام حربه بان كنه
 حدود الجور الساكنات دار سلام بل سوية القلوب على الواح المنقوش مستعد عن
 بندي نجوم من سما الكلام لغنا كشاف كل ضامها ودرة ما تملت نظارة امه زرة
 بالملت بكلام ودونته من جهة افطاهام سخن في الاكام بل طية بغيره
 جرت فوادته بهام لابل سانه عده رمل عصره قد علقف سجده خيه نام في شدر
 المتعس الحرام ومسجد الموصوف بانجام تام فمولفقال محل شامخ حيث احوى بحسن كل
 قد كنت في تاريخها مستند خب القيا جدت بالامام به دره بعوا اذ قداني فيها باسود
 الاوام لا يبلغ العلم اكنه قاله الا اذ في فائق الاعلام سحره البديع نشره فاطمة السنيان
 قازري بالامام سنجخ انور كمار وجمال اذ انه قصار بدر تمام لكنه ما عا نقص
 الاحجاب غمام قد فاق مولانا على فسه بل سنجقه من الاعلام صدر الافاق

جلاله
 عذره
 قدره
 صفته
 شانه

WWW.NAFSEISLAM.COM

ظلم بحر العلوم و فوق کل نام مولای فی کل الامور وسیعہ وانا الغلام له و اتی ملا
 مہ قبل الامال کعبہ منبتہ مجاہد فی الدارین کہف انامہ بالبتی بوم قبل بدیامین ذلک
 الخدیوہ فیل حمی لازال غث فوفہ متعاطراً مانحت الورق اویشام تمت ما یختم

سوتہ
 مکتوبہ

حقوق تحریک بالاکوٹ

شاہ حسین کرڈیزی

باہتمام

شاہ تراب الحق

ناشر: مجلس اتحاد اسلامی

مبین مسجد مصلح الدین گارڈن - کراچی